ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ستمبر 2020ء - محرم الحرام 1442ھ (جلد 18 شمارہ 01)

جلد 18 شمارہ 01

ستمبر 2020ء - محرم الحرام 1442ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................. 25 روپے
سالانہ.................. 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ستمبر 2020ء - محرم الحرام 1442ھ (جلد 18 شمارہ 01)

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.......امتِ مسلمہ کے اجتماعی اور اہم امور سے غفلت......مفتی محمد رضوان	3
درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط6).....اسلام کے بعد کوئی دوسرا ''دین'' معتبر نہیں...// //	5
درسِ حدیث ....مومن کے لئے موت، فتنہ سے بہتر ہے.........// //	17
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
افادات وملفوظات..// //	22
''رجوع الی اللہ'' (حصہ سوم)..مولانا شعیب احمد	37
ماہِ جمادی الاخریٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات......مولانا طارق محمود	43
علم کے مینار:.. تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ پنجم)...مفتی غلام بلال	45
تذکرۂ اولیاء:...عمر رضی اللہ عنہ کی کسریٰ کی طرف اسلامی لشکر کی روانگی...مفتی محمد ناصر	50
پیارے بچو!..............عربی اور انگلش کی لڑائی.............مولانا محمد ریحان	53
بزمِ خواتین ....خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (پانچواں حصہ)......مفتی طلحہ مدثر	55
آپ کے دینی مسائل کا حل.......شبلی اور فراہی (پانچویں وآخری قسط)....ادارہ	62
کیا آپ جانتے ہیں؟..................علاقوں اور زمانوں کے حالات	
مختلف ہوسکتے ہیں..مفتی محمد رضوان	76
عبرت کدہ ....فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن''	
کی دعوت (حصہ ہفتم)..مولانا طارق محمود	83
طب وصحت.....................دہی (Curd)..............حکیم مفتی محمد ناصر	88
اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز.............................// //	90
اخبارِ عالم ......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال	91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

امتِ مسلمہ کے اجتماعی اور اہم امور سے غفلت

عرصۂ دراز سے امتِ مسلمہ کے بڑے طبقہ کا حال یہ ہوگیا ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے اجتماعی، ہمہ گیری اور اہم امور سے غفلت ولا پرواہی اختیار کرتا ہے اور اپنی انفرادی واجتماعی صلاحیتوں وکوششوں کا محور بہت محدود اور وقتی نوعیت کے فوائد کو بناتا ہے اور اس میں بھی ان فوائد کو، جو اس کے ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں، اور حد یہ ہے کہ ایک بہت بڑا طبقہ اس سلسلے میں بھی دوسرے کے ذاتی فوائد ومقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے، پھر اس قسم کے امور کے لیے اپنی کوشش وجدوجہد کی عالمی سطح پر تبلیغ وتشہیر کر کے اپنی جگ ہنسائی کا سبب بھی بنتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امتِ مسلمہ مجموعی طور پر دین ودنیا کے اعتبار سے روز بروز تنزلی کی طرف جا رہی ہے۔

اور اس کے برعکس دوسری اقوامِ عالم کا حال یہ ہے کہ وہ جزوی وانفرادی واقعات وحالات سے زیادہ اجتماعی اور ہمہ گیر قسم کے مسائل پر اپنی توجہ کو مرکوز رکھتی ہیں اور خاموشی کے ساتھ موثر انداز میں وہ کام کر گزرتی ہیں، جن کی تردید اور ردِ عمل کے لیے امتِ مسلمہ کی برسہا برس کی کوششوں سے بھی، نقصان کی تلافی مشکل ہو جاتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آج امتِ مسلمہ اپنے جزوی وانفرادی نوعیت کے مسائل میں اس قدر گھر چکی ہے کہ اس کے پاس نہ تو امتِ مسلمہ کے اجتماعی اور ہمہ گیر نوعیت کے مسائل کو حل کرنے کی کوئی فرصت ہے اور نہ ہی ان کی طرف، خاطر خواہ توجہ ہے۔

چنانچہ اس وقت دنیا بھر میں امتِ مسلمہ کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے، اور کتنا کچھ ظلم وستم ہو رہا ہے، مسلمانوں کے پورے پورے ممالک اور وسیع ترین علاقوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے، بلکہ بعض ملکوں اور علاقوں پر برسہا برس سے یہود وہنود قابض ہیں، مسلمان خواتین کی عزتیں لُٹ رہی ہیں، بچے یتیم ہو رہے ہیں، عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں، مسلمانوں کی قیمتی املاک تباہ ہو رہی ہیں، اور امتِ مسلمہ

www.idaraghufran.org

کے خلاف مستقبل میں اس قسم کی ظالمانہ حرکات کے لیے مزید منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔

لیکن ہمارے یہاں دین دار اور نماز پڑھنے والے طبقہ کے مابین رفعِ یدین کرنے، نہ کرنے، اونچی آواز میں آمین کہنے، نہ کہنے، امام کے پیچھے قرائت کرنے، نہ کرنے، ناف کے نیچے، یا ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے وغیرہ جیسے مسائل پر تحریراً وتقریراً مناظرہ بازیوں کا بازار گرم ہے، مختلف مسالک کے علماء ایک دوسرے کے خلاف کفر وارتداد، یا کم از کم ضلالت وگمراہی کے فتاویٰ جاری اور دلائل بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ایک ہی مسلک کے علماء وصلحاء ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں، ایک دوسرے کے خلاف ذرا ذرا سی باتوں کے لیے منبر ومحراب اور ماہناموں اور جریدوں کے صفحات کے صفحات اور قیمتی لمحات واوقات خرچ کیے جارہے ہیں۔

مسلمانوں کی سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کی تردید کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور خائن وغدار ثابت کرنے کے لیے گویا کہ اپنے آپ کو وقف کرچکی ہیں۔

میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر بیٹھے اینکرز اور تبصرہ نگار ایک دوسرے کے خلاف زبان درازی، الزام و بہتان تراشی اور طعن وتشنیع کرنے سے نہیں تھکتے۔

دوسرے شعبوں میں بھی مسلمانوں کے اختلاف وانتشار کی یہی حالت ہے۔

اس طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ امتِ مسلمہ کے اجتماعی اور ہمہ گیری مسائل حل نہیں ہورہے، بلکہ روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔

پس موجودہ حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اور بطورِ خاص علماء وصلحاء، اپنے باہمی اور خاص کر فروعی نوعیت کے اختلافات کو اپنے درجہ پر رکھ کر امتِ مسلمہ کے اجتماعی وہمہ گیری مسائل کے حل کے لیے یک جان ومتحد ہوجائیں، اور اپنی توجہ کو ذاتی ونجی اور انفرادی نوعیت کے واقعات ومصالح سے زیادہ امتِ مسلمہ کے اجتماعی اور ہمہ گیری نوعیت کے مسائل کو حل کرنے کی طرف عملی طور پر مبذول کریں، اور صرف بیان بازی وغیرہ کو کافی نہ سمجھیں، اس مقصد کے لیے امتِ مسلمہ کے حق میں قرآن وسنت کی واضح تعلیمات وہدایات، کافی وافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط6، آیت نمبر19)

مفتی محمد رضوان

اسلام کے بعد کوئی دوسرا ''دین'' معتبر نہیں

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (سورة آل عمران، رقم الآيات ١٩)

ترجمہ: بے شک دین، اللہ کے نزدیک ''اسلام'' ہے، اور نہیں اختلاف کیا، ان لوگوں نے، جن کو دی گئی کتاب، مگر اس کے بعد کہ آ گیا ان کے پاس علم، سرکشی کی وجہ سے، اپنے درمیان، اور جو کفر کرے گا اللہ کی آیات کے ساتھ، تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (سورہ آلِ عمران)

تفسیر و تشریح

مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی کے زمانہ میں ان کا لایا ہوا دین ہی ''دینِ اسلام'' اور عند اللہ مقبول تھا، جو بعد میں یکے بعد دیگرے منسوخ ہوتا چلا آیا، آخر میں خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ''دینِ اسلام'' کہلایا، جو قیامت تک باقی رہے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد، صرف وہی اسلام مقبول ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے، پچھلے ادیان کو بھی اگرچہ ان کے اوقات میں اسلام کہا جاتا تھا، مگر اب وہ منسوخ ہو چکے ہیں۔ [1]

جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر نبی کے زمانہ میں اللہ کے نزدیک مقبول دین وہ اسلام ہے، جو اس نبی کی

---

[1] (إن الدين) المرضى (عند الله) هو (الإسلام) أى الشرع المبعوث به الرسل المبنى على التوحيد وفى قراء ة بفتح أن بدل من أنه إلخ بدل اشتمال (وما اختلف الذين أوتوا الكتاب) اليهود والنصارى فى الدين بأن وحد بعض وكفر بعض (إلا من بعد ما جاء هم العلم) بالتوحيد (بغيا) من الكافرين (بينهم ومن يكفر بآيات الله) (فإن الله سريع الحساب)أى المجازاة له(تفسير الجلالين، ص٦٨، آلِ عمران)

www.idaraghufran.org

وحی اور تعلیمات کے مطابق ہو، اس کے سوا دوسرا کوئی دین مقبول نہیں، خواہ وہ پچھلی منسوخ شدہ شریعت ہی ہو، اگلے زمانہ کے لئے وہ اسلام کہلانے کی مستحق نہیں۔

اور مذکورہ اصول سے اہلِ کتاب نے، جو اختلاف کیا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم کے دین کا انکار کیا، اور عیسائیوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار کیا، وہ بغض وعناد وغیرہ میں کیا، ورنہ اس اصول سے وہ بھی واقف تھے کہ ہر بعد کے نبی کا لایا ہوا دین ہی قابلِ اتباع ہوتا ہے۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام کی آمد کے بعد، اللہ کے نزدیک قابلِ قبول دین ''اسلام'' ہی ہے، اور اسی پر عمل پیرا ہونے سے آخرت میں نجات حاصل ہوگی، اور اس کی خلاف ورزی پر خسارے کا سامنا کرنا ہوگا، اور ایسا کرنے والے پر کفر کا حکم عائد ہوگا، جس کی دلیل مذکورہ آیت میں ''وَمَنْ یَّکْفُرْ بِآیَاتِ اللہِ'' کے الفاظ میں موجود ہے۔

اور جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت اس میں داخل ہے، اسی طرح شریعتِ محمدی کے دوسرے احکام بھی داخل ہیں، کیونکہ ان کا بھی اصولی انداز میں آیاتِ الٰہی میں ذکر موجود ہے۔

یہی مضمون قرآن مجید کی، کئی دوسری آیات سے بھی ثابت ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ(سورة آل عمران، رقم الآية : ٨٥)

ترجمہ: اور جو تلاش کرے گا، اسلام کے علاوہ کو دین کی حیثیت سے، تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اُس کی طرف سے، اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا

(سورہ آلِ عمران)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے علاوہ کسی بھی دوسرے دین کو اللہ کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور اسلام کو چھوڑ کر کسی دین کو اختیار کرنے والا آخرت میں کفر کی وجہ سے خسارا پانے والوں میں شمار ہوگا، جس کی تائید گزشتہ آیت سے ہوتی ہے۔

www.idaraghufran.org

اور ’’وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا ‘‘میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو دین تصور کرے گا، جس میں اس دین پر عمل کرنا بھی داخل ہے، وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

پس توحید کو اختیار کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنے کے باوجود کسی دوسرے دین پر عمل کرنا، نجات کے لیے کیسے کافی ہوسکتا ہے؟

اور سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ (سورة المائدة، رقم الآية : ٣)

ترجمہ: آج کے دن مکمل کردیا میں نے تمہارے لیے، تمہارے دین کو، اور تمام کردیا میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت کو، اور راضی ہوگیا میں تمہارے لیے اسلام سے (سورہ مائدہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ، اپنے بندوں سے صرف دینِ اسلام ہی سے راضی ہے، اور اسی اسلام کے ذریعے سے اللہ نے اپنی نعمت کو اپنے بندوں پر تمام کیا ہے، لہٰذا اسلام کے علاوہ دوسرے دین کو اختیار کرنے پر اللہ راضی نہیں ہوگا، اسی کا ذکر گزشتہ آیت میں گزرا کہ اللہ اسلام کے علاوہ کسی دین کو ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔

سورہ صف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ. يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ .هُوَ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورة الصف، رقم الآيات : ٧ الىٰ ٩)

ترجمہ: اور کون ہوگا بڑا ظالم اُس سے، جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ کو، حالانکہ اس کو دعوت دی جاتی ہے اسلام کی طرف، اور اللہ نہیں ہدایت دیتا، اس قوم کو جو ظالم ہو۔ چاہتے ہیں یہ لوگ کہ بجھادیں اللہ کے نور کو، اپنے منہ کی پھونکوں سے، اور اللہ پورا

www.idaraghufran.org

کرنے والا ہے اپنے نور کو، اگرچہ ناپسند کریں کافر لوگ۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ، تاکہ غالب کردے وہ اس (دینِ حق) کو، ہر ایک دین پر، اگرچہ ناپسند کریں مشرک لوگ (سورہ صف)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جس کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے، اور وہ اس کو قبول نہ کرے، اور اس کے بجائے کسی دوسرے دین کو نجات کے لیے کافی سمجھے، اس کو بہت بڑا ظالم اور افترا پرداز اور غیر ہدایت یافتہ قرار دیا، اور اسی کے ساتھ نبی آخرالزمان کے ذریعے بھیجی ہوئی شریعت کو ہدایت اور دینِ حق قرار دیا، تاکہ اس دینِ حق کو دوسرے ہر دین پر غالب کردے، کیونکہ اس دینِ حق کے بعد کوئی بھی دوسرا دین حق شمار نہیں ہوتا، بلکہ باطل شمار ہوتا ہے، کیونکہ اوّلاً تو اس دین کا انکار کرکے دوسرے دین کو حق سمجھنا ہی باطل ہے، دوسرے دینِ حق و دینِ اسلام کے علاوہ کوئی بھی دوسرا دینِ سماوی اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں، اور دینِ غیر سماوی ویسے ہی حق نہیں، لہٰذا ہر ایک کے لیے اس دینِ حق و دینِ اسلام کو قبول کرنا ہی ضروری ہوا، اور اس کو ترک کرنا باعثِ کفر ہوا۔

سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورة الاعراف، رقم الآية ١٥٨)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! بے شک میں رسول ہوں، اللہ کا، تم سب کی طرف (سورہ اعراف)

اس سے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سب لوگوں کے لیے رسول ہیں، یعنی آپ کی رسالت و نبوت سب انسانوں کے لیے عام ہے۔

سورہ سبأ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورة سبأ، رقم الآية ٢٨)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سب لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے اور ڈرانے

www.idaraghufran.org

والا بنا کر، اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (سورہ سبا)

اس سے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لیے بشیر یعنی خوشخبری سنانے والے ہیں، اور نبی کی حیثیت جس طرح نذیر یعنی ڈرانے والا ہونے کی ہوتی ہے، اسی طرح بشیر یعنی خوشخبری سنانے والا ہونے کی بھی ہوتی ہے۔

احادیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سن کر آپ پر ایمان لائے بغیر نجات نہ ہونے کا ذکر آیا ہے۔

اوراسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تمام انسانوں کے لیے عام ہونے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ:

كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلٰى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ(مسلم، رقم الحديث ۱ ۵۲"۳" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا)

ترجمہ: ہر نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) جاتا تھا، اور مجھے ہر گورے اور کالے کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) گیا (مسلم)

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَكَانَ النَّبِيُّ إِنَّمَا يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً(مسند احمد،رقم الحديث ۱۴۲۶۴) [1]

ترجمہ: مجھے گورے اور کالے (ہر ایک) کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) گیا ہے، اور نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) جاتا تھا، اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا (اور بھیجا) گیا ہے (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

(مسلم،رقم الحديث ۵۲۳"۵" كتاب المساجد ومواضع الصلاة،باب جعلت لي الأرض مسجدا وطهورا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دوسرے نبیوں پر چھ چیزوں میں فضیلت عطا کی گئی ہے، ایک تو مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے، دوسرے رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی، تیسرے میرے لیے غنیمت کے مالوں کو حلال کر دیا گیا، چوتھے میرے لیے زمین کو پاکی کا ذریعہ اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا، پانچویں مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا، چھٹے میرے ذریعہ سے نبیوں (کی آمد) کا خاتمہ کر دیا گیا ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (صحيح مسلم،رقم الحديث ۱۵۳"۲۴۰"كتاب الايمان،باب وجوب إيمان أهل الكتاب برسالة الإسلام)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ جو کوئی بھی میرے متعلق اس امت میں سے سنے، خواہ یہودی (یعنی اسرائیلی) ہو، یا نصرانی (یعنی عیسائی) اور پھر وہ مر جائے، اور وہ ان چیزوں پر ایمان نہ لائے، جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، تو وہ شخص آگ (یعنی جہنم) والوں میں سے ہی ہوگا (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْمَعُ بِيْ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، وَلَا يُؤْمِنُ بِيْ إِلَّا دَخَلَ النَّارَ، فَجَعَلْتُ

www.idaraghufran.org

أَقُوْلُ: أَيْنَ تَصْدِيْقُهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ حَتّٰى وَجَدْتُ هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْأَحْزَابِ، فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ، قَالَ: اَلْأَحْزَابُ الْمِلَلُ كُلُّهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۳۰۹، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ ھود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی بھی اس امت میں سے مجھے سن لے، اور جوکوئی یہودی اور نصرانی بھی مجھے سن لے، اور وہ مجھ پر ایمان نہ لائے، تو وہ جہنم میں داخل ہوگا (ابنِ عباس کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اس کی کتابُ اللہ سے تصدیق چاہی، تو میں نے سورہ ھود کی اس آیت کو پایا ''وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ '' یعنی'' جو شخص بھی احزاب میں سے نبی کا انکار کرے، تو آگ اس کا ٹھکانا ہے'' اور'' احزاب '' تمام اقوام ہیں (حاکم)

مفسرین سے بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَمِعَ بِيْ مِنْ أُمَّتِيْ أَوْ يَهُوْدِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِيْ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۱۹۵۳۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری امت میں سے مجھے سنا، یا کسی یہودی (یعنی اسرائیلی) یا نصرانی (یعنی عیسائی) نے مجھے سنا، اور پھر وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا، تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (مسند احمد)

---

[1] قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه .
وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم.

[2] ومن یکفر به ای محمد صلی الله علیه وسلم او بالقران من الأحزاب من اهل الملل کلها فالنار موعده (التفسیر المظهری، ج۵ص۷۷، سورۃ ھود)
ومن یکفر به یعنی بمحمد صلی الله علیه وسلم من الأحزاب یعنی من جمیع الکفار وأصحاب الأدیان المختلفة فتدخل فیه الیهود والنصاری والمجوس وعبدة الأوثان وغیرهم والأحزاب الفرق الذین تحزبوا وتجمعوا علی مخالفة الأنبیاء فالنار موعده یعنی فی الآخرة (تفسیر الخازن، ج۲ص۴۷۸، سورۃ ھود)

www.idaraghufran.org

مذکورہ احادیث کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے، اس لیے اس حدیث کی سند میں تھوڑا بہت ''ضعف'' نقصان دہ نہیں۔

اور مطلب مذکورہ احادیث کا یہ ہے کہ جس کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ جائے، اور اس کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت ہو جائے، تو اس پر واجب ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، قیامت تک سب لوگوں کے لیے عام ہے اور نبی کی رسالت پر ایمان میں ''کُلُّ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' پر ایمان لانا بھی داخل ہے، خواہ اجمالی طور پر، جب تک تفصیل معلوم نہ ہو، اور خواہ تفصیلی طور پر، جب تفصیل معلوم ہو جائے۔ ؎

؎ قال شعیب الارنؤوط:

صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه، سعيد بن جبير لم يسمع أبا موسى الأشعري، فقد وُلد سعيد سنة 46هـ، وتُوفي أبو موسى نحو الخمسين على أحد الأقوال، وقد أشار إلى إرسال رواية سعيد عن أبي موسى البزارُ، والحافظُ في "التقريب ."وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين.

وأخرجه الطيالسي (509) ، والبزار في "مسنده "(16)" زوائد"، والنسائي في "الكبرى" (11241) - وهو في "التفسير "(261) - والطبريُ في "تفسيره "(18079) ، وأبو نُعيم في "الحلية 4/308 "من طرق عن شعبة، بهذا الإسناد.

قال البزار :لا نعلم أحداً رواه عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلا أبو موسى، بهذا الإسناد، ولا أحسب سمع سعيدٌ من أبي موسى .قال الهيثمي :هو في الصحيح عن أبي هريرة .قلنا :سلف في "المسند "من حديث أبي هريرة برقم (8203) ، وإسناده صحيح على شرط الشيخين.

وأخرجه ابن حبان (4880) من طريق أبي الوليد، عن شعبة، به، بلفظ " :من سمعَ يهودياً أو نصرانياً دخل النار ."وقد بوَّب عليه ابن حبان بقوله :إيجاب دخول النار لمن أَسْمَعَ أهل الكتاب ما يكرهونه .فتعقَّبه الحافظُ في "إتحاف المهرة 10/24-25 "، فقال :وهذا فيه نظر كبير، وهو غلطٌ نشأ عن تصحيف، ...وكأنَ الرواية التي وقعت لابن حبان مختصرة" :من سَمعَ بي فلم يُؤمن دخل النار يهودياً أو نصرانياً "فتحرف عليه، وبوَّب هو على ما تحرَف، فوقع في خطأ كبير .قلنا :وقد فاتنا أن نُنبه على ذلك في صحيح ابن حبان، فيُستدرك من هنا.

وأخرجه مطولاً سعيد بن منصور في "سننه "(التفسير) (1084) عن أبي عوانة، عن أبي بشير، به .

وأخرجه مطولاً عبدُ الرزاق في "تفسيره2/303 "، والطبري في "تفسيره "(18073) و (18075) و (18076) من طريق أيوب، عن سعيد بن جبير، به.

وأورده الهيثمي في "المجمع8/261 "، وقال :رواه الطبراني واللفظ له، وأحمد بنحوه،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے سے مراد یہ ہے کہ کسی طرح بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے آگاہی حاصل ہوجائے۔ [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سننے، یا خبر دیے جانے سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یا نبوت ورسالت کی خبر کا معلوم ہونا ہے، اور نبی کی نبوت پر ایمان کے ضمن میں وہ تمام احکام بھی شامل ہیں، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، اسی لیے بعض روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ''وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ'' کہ وہ ان چیزوں پر ایمان نہیں لایا، جو مجھے دے کر بھیجا گیا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ورجالُ أحمد رجالُ الصحيح، والبزارُ أيضاً باختصار.وسيرد برقم (19562).

قال السندی :قوله :من أمتی، أی :من غير أهل الكتاب من الأميين، ولكونه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الأميين أضافهم إليه.

أو يهودی :بالجر عطف على أمتی، أی :أو من أهل الكتاب، والمرادُ أنَّ كل من بلغته دعوتُه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وثبتت عنده رسالتُه، يجب عليه الإيمانُ به، أمياً كان، أو كتابياً، فإن لم يؤمن به لم يدخل الجنة، وعُلم منه عمومُ رسالته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى الكُل، والله تعالى أعلم(حاشية مسند احمد)

[1] والأظهر أن يضمن (يسمع) معنى أخبرنا فتعدى بالباء ، كقوله (تعالى :(ما سمعنا بهذا فى آبائنا الأولين) أى ما أخبرنا سماعا، وهو آكد؛ لأن الإخبار أعم من أن يكون سماعا أو غير سماع، فالمعنى ما أخبر برسالتی أو يبعثنی أحد ولم يؤمن إلا كان من أصحاب النار(شرح الطيبی على مشكاة المصابيح، ج٢،ص٤٢٨،كتاب الإيمان)

ثم قيل :الباء زائدة، أو بمعنى "من"، والأظهر أنها لتأكيد التعدية كما فى قوله تعالى :(ما سمعنا بهذا) أو ضمن معنى الإخبار أی :ما يسمع مخبرا ببعثی، وحاصل المعنى لا يعلم رسالتی ((أحد)) أی :ممن هو موجود أو سيوجد "((من هذه الأمة)) أی :أمة الدعوة، و "من" تبعيضية، وقيل :بيانية ((يهودی ولا نصرانی)) : صفتان لـ "أحد - "وحكم المعطلة وعبدة الأوثان يعلم بالطريق الأولى -أو بدلان عنه، بدل البعض من الكل، وخصا لأن كفرهما أقبح، وعلى كل لا زائدة لتأكيد الحكم ((ثم يموت)) : فيه إشارة إلى أنه ولو تراخى إيمانه ووقع قبل الغرغرة نفعه ((ولم يؤمن بالذی أرسلت به)) أی :من الدين المرضى، والجملة حال أو عطف ((إلا كان)) أی :فى علم الله، أو بمعنى يكون، وتعبيره بالمضى لتحقق وقوعه، وهو استثناء مفرغ من أعم الأحوال ((من أصحاب النار)) أی ملازميها بالخلود فيها، وأما الذی سمع وآمن فحكمه على العكس، وأما الذی لم يسمع ولم يؤمن فهو خارج عن هذا الوعيد، ثم اعلم أن "لا "فى " :لا يسمع "بمعنى "ليس "، و "ثم يموت "عطف على "يسمع "المثبت، "ولم يؤمن "عطف على يموت، أو حال من فاعله وليس لنفی هذا المجموع، وتقديره :ليس أحد يسمع به ثم يموت ولم يؤمن، أو غير مؤمن كائنا من أصحاب شیء إلا من أصحاب النار(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ١، ص٧٧، كتاب الإيمان)

www.idaraghufran.org

ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ۱؎

اور بہت سے محققین کا فرمانا ہے کہ اب سے پہلے زمانوں میں دنیا کے اندر بسنے والے تمام انسانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کم از کم اجمالی دعوت پہنچ چکی تھی، اس لیے دنیا میں بسنے والے تمام عاقل، بالغ انسانوں کو، اللہ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہو چکا تھا۔ ۲؎

۱؎ "لا يسمع بى"؛ أى :بمبعثي أو بنبوتي "أحد من هذه الأمة "المراد به أمة الدعوة، فاللام للاستغراق أو للجنس.

"يهودى ولا نصراني "صفتان لـ (أحد)، أو بدلان عنه بدل البعض عن الكل.

"ثم يموت ولم يؤمن"؛ أى :يموت غير مؤمن "بالذى أرسلت به "وهو القرآن، أو الدين الحنيفى.

"إلا كان من أصحاب النار "فيه إشارة إلى أن الإيمان بجميع أحكام الإسلام واجب(شرح مصابيح السنة للإمام البغوى، ج ١، ص ٣٣، كتاب الإيمان)

فإن قيل :ينبغي أن لا يكون كافرا من لم يدرك زمن النبى عليه السلام ولم يسمع كلامه بترك الإيمان به؛ لأن النبى -عليه السلام -قال" :لا يسمع بى"، وهذا الرجل لم يسمع منه.

قلنا :ليس المراد من قوله" :يسمع بى "أن يسمع هو منه، بل المراد :وصول كلامه إليه ولو كان بواسطة كتاب أو شخص، ألا ترى أن من خالف كتاب سلطان أو رسوله يستوجب عقوبة ذلك السلطان؟

وتعظيم الرسول تعظيم الله تعالى وعصيانه عصيان الله تعالى، فكذلك تعظيم ألفاظ رسول الله عليه السلام، وتعظيم العلماء الذين هم نوابه وورثته =تعظيم الله، وعصيانهم عصيان الله؛ لأنهم يدعون الخلق إلى الله تعالى، كما أن الرسول يدعو الخلق إلى الله تعالى لا إلى نفسه، ألا ترى أنه -عليه السلام -قال" :ثم يموت ولم يؤمن بالذى أرسلت به "، ولم يقل :ثم يموت ولم يؤمن بى، وحيث ذكر الإيمان بالرسول فالمراد منه: الإيمان بما جاء به الرسول، ولكنه لا يحصل الإيمان بما جاء به الرسول إلا بتصديق الرسول عليه السلام(مرقاة المفاتيح فى شرح المصابيح، ج ١، ص ٧٤، كتاب الإيمان)

۲؎ ولا أعلم أحدا لم تبلغه الدعوة اليوم إلا أن يكون من وراء عدونا الذين يقاتلونا أمة من المشركين فلعل أولئك أن لا تكون الدعوة بلغتهم وذلك مثل أن يكونوا خلف الروم أو الترك أو الخزر أمة لا نعرفهم(الأم،للشافعى، ج ٤، ص ٢٥٣، كتاب الحكم فى قتال المشركين ومسألة مال الحربى)

مسألة قال ويقاتل أهل الكتاب والمجوس، ولا يدعون، لأن الدعوة قد بلغتهم ويدعى عبدة الأوثان قبل أن يحاربوا أما قوله فى أهل الكتاب والمجوس :لا يدعون قبل القتال .فهو على عمومه؛ لأن الدعوة قد انتشرت وعمت، فلم يبق منهم من لم تبلغه الدعوة إلا نادر بعيد.وأما قوله: يدعى عبدة الأوثان قبل أن يحاربوا .فليس بعام، فإن من بلغته الدعوة منهم لا يدعون، وإن وجد منهم من لم تبلغه الدعوة، دعى قبل القتال، وكذلك إن وجد من أهل الكتاب من لم تبلغه الدعوة، دعوا قبل القتال.

قال أحمد إن الدعوة قد بلغت وانتشرت، ولكن إن جاز أن يكون قوم خلف الروم وخلف الترك، على هذه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور مذکورہ حکم اس زمانے کا ہے، جبکہ موجودہ دور کے ابلاغ اور نقل وحمل کے تیز اور وسیع ترین ہمہ جہتی ذرائع ایجاد نہیں ہوئے تھے، جبکہ موجودہ دور میں ان ذرائع سے دنیا کے اکناف واطراف میں مزید انتشار ہوگیا، اس لیے موجودہ زمانے میں اللہ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ہر انسان کے ذمہ ضروری ہو چکا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصفة، لم يجز قتالهم قبل الدعوة(المغنى لابن قدامة، ج٩،ص٢١٠،كتاب الجهاد،مسألة يقاتل أهل الكتاب والمجوس ولا يدعون إلى الإسلام)

وفى تعليقة الطرطوشى من لم تبلغه الدعوة بحال كمن فى جزيرة(منح الجليل شرح مختصر خليل،ج١٩،ص١٤٧،باب في بيان أحكام الدماء والقصاص وما يتعلق بذلك)

إنما لا يجوز أن يقاتل من لم تبلغه الدعوة فى ابتداء الإسلام أما فى زماننا فلا حاجة إلى الدعوة لأن الإسلام قد فاض واشتهر فما من زمان أو مكان إلا وقد بلغه بعثة النبى -صلى الله عليه وسلم -ودعاؤه إلى الإسلام(الجوهرة النيرة،ج٢،ص٢٥٨،كتاب السير)

قالوا :كان هذا فى ابتداء الإسلام حين لم ينتشر الإسلام ولم يستفض وأما بعد ما استفاض وعرف كل مشترك إلى ماذا يدعى يحل القتال قبلها ويقام ظهورها مقامها، كذا فى (المحيط) قال الشارح :وهذا صحيح ظاهر(النهر الفائق شرح كنز الدقائق،ج٣،ص٢٠٣،كتاب الجهاد)

www.idaraghufran.org

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)... کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)... کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضْرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قراءت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)... خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)... بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)... بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)... صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)　(اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ صفر اور توہم پرستی

قمری واسلامی سال کے دوسرے مہینے "صفر" سے متعلق شرعی احکامات، جاہلانہ خیالات، زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور نظریات اور ان کا رد، موجودہ دور کی سینکڑوں توہم پرستیاں، اور زمانۂ جاہلیت سے ان کا تعلق۔ اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات وہدایات۔

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

مومن کے لئے موت، فتنہ سے بہتر ہے

دنیا کا فتنہ، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اتنا خطرناک ہے کہ اس میں مبتلا ہونے کے مقابلہ میں بحالتِ ایمان فوت ہوجانا، بہتر ہے۔

کئی احادیث وروایات میں اس کا ذکر آیا ہے، اس طرح کی چند احادیث وروایات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ، الْمَوْتُ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۶۲۵) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے، ایک موت کو، حالانکہ موت مومن کے لئے فتنہ (مثلاً کفر وشرک، گناہ ومعصیت اور دنیا کے آلام ومصائب) سے بہتر ہے، اور دوسرے ابنِ آدم مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مال کی کمی (قیامت کے دن) حساب (وعذاب) میں کمی کا باعث ہے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ مومن کے حق میں ''موت'' دراصل ''شر'' کی دلیل نہیں، جس کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ اور مومن کے حق میں ''موت'' اس فتنہ سے بہتر ہے کہ زندہ رہ کر مومن، اس کا شکار ہو۔

''فتنہ'' سے مراد، کفر وشرک، یا ارتداد ہے، یا ایسا اعتقاد، یا قول وفعل ہے، جو اللہ کی ناراضگی کا سبب

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده جيد (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

بنے، مثلاً کسی مصیبت میں مبتلا ہوکر، اللہ کے فیصلے کو عقیدہ سے ناپسند کرنا، یا زبان سے اللہ کے فیصلے پر شکوہ وشکایت کا اظہار کرنا، یا پھر اللہ کی نافرمانی اور گناہ والے فعل کا ارتکاب کرنا، جیسا کہ بیماری، ناداری، فقر وفاقہ، یا دشمنی وعداوت میں مبتلا ہوکر بہت سے لوگ، اس طرح کے عقیدہ یا قول وفعل میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اور بعض خودکشی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

ایسے طرزِ عمل میں مبتلا ہونے سے بہتر یہ ہے کہ اس طرح کی نوبت آنے سے پہلے مومن کا ایمان، اور اعمالِ صالحہ کی حالت میں انتقال ہوجائے۔ [1]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ کی یہ دعاء مروی ہے کہ:

”وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۳۵)

ترجمہ: اور اے اللہ! جب تُو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے، تو مجھے فتنہ میں مبتلا کیے بغیر وفات دے دیجیے (ترمذی) [2]

---

[1] اثنتان "أی :خصلتان "یکرهھما "أی :بالطبع "ابن آدم "أی :وهما خیر له کما بینه بقوله ": یکره الموت، والموت خیر للمؤمن من الفتنة "، قال ابن الملک :الفتنة التی الموت خیر منها هی الوقوع فی الشرک أو فتنة یسخطها الإنسان ویجری علی لسانه ما لا یلیق، وفی اعتقاده ما لا یجوز .وقال الراغب: الفتنة من الأفعال التی تکون من الله تعالی، ومن العبد کالبلیة والمصیبة والقتل والعذاب وغیر ذلک من الأفعال الکریهة .قال الطیبی رحمه الله :وقد تکون الفتنة فی الدین مثل الارتداد وإکراه الغیر علی المعاصی وإلیه أشار بقوله صلی الله تعالی علیه وسلم " :إذا أردت فتنة فی قوم فتوفنی غیر مفتون ."قلت :وقد أخرج أبو نعیم فی الحلیة عن أبی عبد الله الصنابحی قال :الدنیا تدعو إلی فتنة والشیطان یدعو إلی خطیئة ولقاء الله خیر من الإقامة معهما " .ویکره قلة المال، وقلة المال أقل للحساب ."أی :وأبعد من العذاب(مرقاة المفاتیح، ج۸، ص ۳۲۸۶، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی الله علیه وسلم)

[2] عن معاذ بن جبل قال :احتبس عنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات غداة من صلاة الصبح حتی کدنا نتراء ی عین الشمس، فخرج سریعا فثوب بالصلاة، فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم وتجوز فی صلاته، فلما سلم دعا بصوته فقال لنا :علی مصافکم کما أنتم ثم انفتل إلینا فقال " :أما إنی سأحدثکم ما حبسنی عنکم الغداة :أنی قمت من اللیل فتوضأت فصلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی فاستثقلت، فإذا أنا بربی تبارک وتعالی فی أحسن صورة، فقال :یا محمد قلت :لبیک رب، قال :فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :لا أدری رب، قالها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اَللّٰھُمَّ إِذَا أَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ(کتاب السنة لابنِ ابی عاصم، رقم الحدیث ۳۸۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ’’اے اللہ! جب تُو کسی قوم میں فتنہ کا ارادہ کرے،تو مجھے فتنہ میں مبتلا کیے بغیر وفات دے دیجیے(کتاب السنۃ)

ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ یَقُوْلُ:اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثلاثا "قال " :فرأيته وضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد أنامله بين ثديي، فتجلى لي كل شيء وعرفت، فقال :يا محمد، قلت :لبيك رب، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الكفارات، قال :ما هن؟ قلت :مشي الأقدام إلى الجماعات، والجلوس في المساجد بعد الصلوات، وإسباغ الوضوء في المكروهات، قال :ثم فيم؟ قلت :إطعام الطعام، ولين الكلام، والصلاة بالليل والناس نيام .قال :سل .قلت :اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردت فتنة في قوم فتوفني غير مفتون، وأسألك حبك وحب من يحبك، وحب عمل يقرب إلى حبك "، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إنها حق فادرسوها ثم تعلموها .

هذا حديث حسن صحيح سألت محمد بن إسماعيل، عن هذا الحديث، فقال :هذا حديث حسن صحيح .هذا أصح من حديث الوليد بن مسلم، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر قال : حدثنا خالد بن اللجلاج قال :حدثني عبد الرحمن بن عائش الحضرمي، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث " .وهذا غير محفوظ .هكذا ذكر الوليد، في حديثه عن عبد الرحمن بن عائش، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم .وروى بشر بن بكر، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، هذا الحديث بهذا الإسناد عن عبد الرحمن بن عائش، عن النبي صلى الله عليه وسلم وهذا أصح، وعبد الرحمن بن عائش لم يسمع من النبي صلى الله عليه وسلم "(سنن الترمذي، رقم الحديث ۳۲۳۵)

قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثري:وعليه فالحديث بهذا الإسناد في درجة الصحيح إن شاء الله، كما صححه البخاري رحمه الله(حاشية المطالب العالية، ج۵ ص۱۶۷، تحت رقم الحديث ۳۷۰۰)

[1] قال الالباني:حديث صحيح وإسناده ضعيف(ظلال الجنة في تخريج السنة، تحت رقم الحديث ۳۸۹)

www.idaraghufran.org

الطَّيِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَأَنْ تَتُوْبَ عَلَيَّ وَإِنْ أَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً أَنْ تَقْبِضَنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (مسند البزار، رقم الحديث ۴۱۸۳)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں آپ سے پاکیزہ چیزوں کا سوال کرتا ہوں، اور بری چیزوں سے بچنے کا سوال کرتا ہوں، اور مساکین (یعنی غریبوں) سے محبت کا سوال کرتا ہوں، اوراس بات کا سوال کرتا ہوں کہ آپ میری توبہ قبول فرمائیں، اوراگرآپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا فرمائیں، تو مجھے اپنی طرف فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اٹھالیں (بزار)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قِيْلَ لِيْ: يَا مُحَمَّدُ، قُلْ تُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَ، قَالَ: فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِيْ إِلَيْكَ، وَأَنَا غَيْرُ مَفْتُوْنٍ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبًّا يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۳۲)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے (اللہ کی طرف سے) کہا گیا کہ اے محمد! آپ کہیے، آپ کی بات سنی جائے گی، اور آپ سوال کیجیے، آپ کو عطا کیا جائے گا، تو میں نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! میں آپ سے خیر کے کاموں کے کرنے، اور برائی کے کاموں سے بچنے، اور مساکین سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور یہ بھی کہ آپ میری مغفرت فرمادیجیے، اور مجھ پر رحم فرمائیے، اور جب آپ کسی قوم کے ساتھ فتنہ کا ارادہ فرمائیں، تو مجھے اپنی طرف وفات دے کر بلا لیجیے، اور مجھے فتنہ میں مبتلا

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، وإسناده حسن.(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۴۱۴)
[2] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

www.idaraghufran.org

نہ کیجیے، اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس شخص کی محبت کا بھی سوال کرتا ہوں، جو آپ سے محبت کرے، اور ایسی محبت کا سوال کرتا ہوں، جو مجھے آپ کی محبت تک پہنچا دے (حاکم)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ مومن کے حق میں فتنہ یعنی گمراہی میں مبتلا ہونے سے موت کا واقع ہونا بہتر ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ اس طرح کے فتنوں سے حفاظت اور خاتمہ بالخیر کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

---

[1] (وإذا أردت بعبادك فتنة) ، أي: ضلالة أو عقوبة دنيوية (فاقبضني) : بكسر الباء، أي: توفني (إليك غير مفتون) ، أي: غير ضال أو غير معاقب، وقال الطيبي: أي إذا أردت أن تضلهم فقدر موتي غير مفتون (مرقاة المفاتيح، ج ٢ ص ٦١١، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة)

(اثنان يكرههما ابن آدم) غالبا قيل :وما هما قال :(يكره الموت) أى نزوله به (والموت) أى موته (خير له من الفتنة) أى الكفر والضلال أو الإثم أو الاختبار والامتحان ونحوهما وذلك لأنه مادام حيا لا يأمن الوقوع فى ذلك ولا يأمن مكر الله إلا القوم الخاسرون ومن غير الغالب من أتحفه الله بلطف من عنده فحبب إليه الموت كما حببه لسحرة فرعون حين قال لأقطعن أيديكم فكشف لهم عما أعد لهم فقالوا لا ضير وكما لوى على على كرم الله وجهه رعيته حتى شاقوه وقاتلوه مع كونه الإمام الحق حتى أخذ بلحيته قائلا :ما يحبس أشقاها أن يخضب هذه من هذه وأشار بيده إلى رأسه .قال الراغب :والفتنة من الأفعال التى تكون من الله تعالى كالبلية والمصيبة والقتل والعذاب وغير ذلك من الأفعال الكريهة انتهى وقد تكون الفتنة فى الدين كالارتداد والمعاصى وإكراه الغير على المعاصى وإليه أشار المصطفى بقوله "إذا أردت بقوم فتنة فتوفنى غير مفتون (ويكره قلة المال وقلة المال أقل للحساب) يعنى السؤال عنه كما فى خبر "لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسئل عن أربع "وفيه عن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه أى ولو حلالا وسمى المال مالا لأنه يميل القلوب عن الله تعالى قال الراغب :والحساب استعمال العدد(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ١٦٦)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

دین کی فہم، اللہ کی طرف سے خیر کی دلیل ہے

(10ذوالقعدۃ1440ہجری)

ایک حدیثِ مبارکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

”مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ“ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۷۱، کتاب العلم، باب: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین)

”یعنی جس بندۂ مومن کے ساتھ اللہ، خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کا فہم اور دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمادیتا ہے“۔

اس طرح کی احادیث وروایات کئی سندوں سے مروی ہیں، جن میں دین کی فہم اور دین کی سمجھ کو اللہ کی طرف سے ”خیر“ کا ارادہ ہونے کی دلیل بتلایا گیا ہے۔ [1]

[1] عن حميد بن عبد الرحمن، أنه سمع معاوية يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين، والله المعطى وأنا القاسم، ولا تزال هذه الأمة ظاهرين على من خالفهم حتى يأتى أمر الله، وهم ظاهرون(صحيح البخارى، رقم الحديث ٣١١٦)

عن يونس بن ميسرة بن حلبس، أنه حدثه قال: سمعت معاوية بن أبى سفيان يحدث، عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، أنه قال: " الخير عادة، والشر لجاجة، ومن يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين "(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٢٢١، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده جيد(حاشية سنن ابنِ ماجه)

عن محمد بن كعب القرظى، عن معاوية، قال يعلى، فى حديثه: سمعت معاوية، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول على هذه الأعواد: " اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطى لما منعت، من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين "(مسند احمد، رقم الحديث ١٦٨٦٠)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

عن معبد الجهنى، قال: كان معاوية، قلما يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس قسم کی احادیث وروایات میں دین کی فہم اور دین کی سمجھ کواللہ کی طرف سے خیر کے ارادہ کی دلیل بتلایا گیا ہے، دین کے محض علم کواللہ طرف سے ''خیر'' کی دلیل نہیں بتلایا گیا،جس کی وجہ یہ ہے کہ دین کا علم تو بہت سے لوگوں کو حاصل ہو جاتا ہے،اور''عالِم دین'' بھی بہت سے لوگ بن جاتے ہیں، جوکہ اپنی جگہ بڑی فضیلت والاعمل ہے،لیکن دین کی سمجھ بوجھ،جس کو''تفقه فى الدين'' کہا جاتا ہے، یہ نعمت بہت کم خوش نصیبوں کے حصے میں آتی ہے۔ [1]

دین کی سمجھ بوجھ کواللہ کی طرف سے خیر کے ارادہ کی دلیل کئی وجوہات کی بناء پرقرار دیا گیا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ويقول هؤلاء الكلمات قلما يدعهن، أو يحدث بهن فى الجمع، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: " من يرد الله به خيرا يفقه فى الدين، وإن هذا المال حلو خضر، فمن يأخذه بحقه يبارك له فيه، وإياكم والتمادح، فإنه الذبح "(مسند احمد، رقم الحديث ١٦٨٣٧)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

عن أبى هريرة، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين "(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٢٢٠، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن ابنِ ماجه)

عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين(سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٦٤٥)

قال الترمذى: وفى الباب عن عمر، وأبى هريرة، ومعاوية هذا حديث حسن صحيح.

[1] عن معاوية :قوله :(يفقهه)الفقه فى العلم :الفهم، يقال :فقه الرجل يفقه فقها إذا علم. وفقه -بالضمر -يفقه إذا صار فقيها عالما .وجعله العرف خاصا بعلم الشريعة، وتخصيصا بعلم الفروق .وإنما خص علم الشريعة بالفقه؛ لأنه علم مستنبط بالقوانين والأدلة، والأقيسة، والنظر الدقيق بخلاف اللغة، والنحو، والصرف(شرح المشكاة للطيبى، ج٢ص٦٦٠، كتاب العلم)

(من يرد الله به خيرا) بالتنكير فى سياق الشرط فيعم أى من يرد الله به جميع الخيرات (يفقهه) بسكون الهاء لأنها جواب الشرط (فى الدين) أى يفهمه علم الشريعة بالفقه لأنه علم مستنبط بالقوانين والأدلة والأقيسة والنظر الدقيق بخلاف علم اللغة والنحو والصرف .روى أن سلمان نزل على نبطية بالعراق فقال: هنا مكان نظيف نصلى فيه قالت: طهر قلبك وصل حيث شئت فقال: فقهت أى فهمت فمفهوم الحديث أنه من لم يتفقه فى الدين أى يتعلم قواعد الإسلام لم يرد الله به خيرا (ويلهمه برشده) بباء موحدة أوله بخط المصنف وفيه كالذى قبله شرف العلم وفضل العلماء وأن التفقه فى الدين علامة على حسن الخاتمة وروى البخارى فى الصحيح معلقا من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين وإنما العلم بالتعلم هكذا ذكره معلقا بهاتين الجملتين ووصله ابن أبى عاصم من حديث معاوية(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٩١٠٤)

www.idaraghufran.org

مثلاً علمِ دین سے یہ تو پتہ چل جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں موقع پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے، لیکن ایسا کیوں کیا؟ اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا درجہ وحیثیت کیا ہے؟ یہ مسئلہ دین کی صحیح فہم اور ''تفقہ فی الدین'' سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح مثلاً دین کے علم سے یہ تو پتہ چل جاتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عبادت ہے، لیکن اب کس موقع پر اور کس انداز میں کس کو کون سی بات کا، امر بالمعروف، یا نہی عن المنکر کرنا، فرض ہے، یا واجب ہے، یا سنت ومستحب ہے؟ یا فرض تو درکنار، سنت ومستحب بھی نہیں، بلکہ بعض اوقات جائز بھی نہیں، یہ دین کی صحیح فہم اور ''تفقہ فی الدین'' سے پتہ چلتا ہے۔

اسی طرح مثلاً علمِ دین سے یہ تو پتہ چل جاتا ہے کہ امام کے پیچھے قرائت کرنا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور ومعروف قول کے مطابق منع ہے، لیکن یہ ممانعت قطعی ہے، یا اجتہادی وظنی درجہ کی ہے، جس کے خلاف فقہائے کرام کے دوسرے اقوال بھی ہیں، اس لیے قرائت خلف الامام کرنے والے پر بھی نکیر نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وہ فعل ''امرِ منکر'' میں داخل نہیں، جب تک اپنی حدود میں ہو، یہ بات ''تفقہ فی الدین'' سے حاصل ہوتی ہے۔

اور اسی طرح سے مثلاً نماز میں رکوع، یا قیام کے وقت رفعِ یدین کرنے کا ثبوت بھی ہے، اور نہ کرنے کا ثبوت بھی ہے، بعض فقہائے کرام اس کے قائل ہیں، بعض قائل نہیں، اب جو شخص مذکورہ مواقع پر رفعِ یدین نہیں کرتا، وہ بھی فعلِ منکر نہیں، اور جو کرتا ہے، وہ بھی فعلِ منکر نہیں، لہٰذا رفعِ یدین نہ کرنے، یا رفعِ یدین کرنے پر نکیر کرنا، درست نہیں، اور ایسا کرنا، خود ''فعلِ منکر'' میں داخل ہے، اور اس فعلِ منکر کے دونوں طرف کے حضرات مرتکب ہو رہے ہیں، جو ایک دوسرے پر نکیر کرتے ہیں، اور ایسی صورت میں دونوں طرف کے ''امرِ منکر'' کا ارتکاب کرنے والے، نکیر کے مستحق ہیں، یہ بات ''تفقہ فی الدین'' سے معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح مثلاً بعض اوقات دین کی سمجھ بوجھ نہ ہونے سے انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے مسلمان کی تحقیر وتذلیل، اور عیب جوئی وعیب گوئی، تجسس، غیبت وغیرہ جیسے کئی گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، جیسا کہ آج کل برسرِ منبر اور برسرِ بازار، دوسرے مسلمان کا نام لے کر، اس کی

www.idaraghufran.org

تذلیل وتحقیر اور تضلیل وتفسیق کی جاتی ہے، اور دوسروں کی خفیہ باتوں کا تجسس کر کے تشہیر وتبلیغ کی جاتی ہے، اور اس کو نہی عن المنکر خیال کیا جاتا ہے، اور اس طرح کسی مسلمان عورت یا فرد کی عزت لٹنے پر اس کی ذرائعِ ابلاغ پر خوب نشر واشاعت کی جاتی ہے، حالانکہ مسلمان کی عزت کو نقصان پہنچانے میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کا پردہ فاش کیا جائے۔

اسی طرح کسی فرد کی طرف سے محض ایک گستاخانہ واقعہ اور بات سرزَد ہونے پر اس کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے، جبکہ معزز ہستیوں کی شان میں کی جانے والی گستاخیوں کو زبان پر لانا، اور گا گا کر دنیا کو سنانا، کون سی تبلیغ ہے؟

اس قسم کی خرابیوں کی وجہ سے اب ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کے شعبے میں کافی بگاڑ آ چکا ہے، یہ سب ''تفقه فی الدین'' کی کمی کی وجہ سے ہے۔

اس لیے ''تفقه فی الدین'' کی نعمت کو حاصل کرنے کی دعاء اور کوشش کرنی چاہیے۔

آج دینی مدارس و جامعات تو بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں، جہاں سے علماء کی بڑی تعداد تیار ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، لیکن علم کے ساتھ ساتھ ''تفقه فی الدین'' پیدا کرنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے، جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ تعالیٰ افراط وتفریط سے نجات ملے گی، فقہ واجتہاد کے ابواب میں ترقی حاصل ہوگی اور امتِ مسلمہ کے الجھے ہوئے اور مشکل مسائل کے حل ہونے میں مدد حاصل ہوگی۔

مگر حیرت ہے کہ آج کل علماء کا ایک طبقہ، فقہ واجتہاد کے ذوق کو پیدا کرنے اور ترقی دینے کی کوشش تو کیا کرتا، اُلٹا اس باب کو بند کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

حالانکہ احادیث میں'' تفقه فی الدین'' کو عظیم خیر، نعمت ورحمتِ الٰہی قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اس کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ کام دینی مدارس و جامعات کے ذریعہ سے احسن طریقہ پر انجام پا سکتا ہے، ورنہ تو پھر اس خالی میدان میں ''تفقه فی الدین'' اور فقہ واجتہاد کے اصول ومبادی سے ناواقف اور نا اہل لوگ آ کر ہی طرح طرح کے گُل کھلائیں گے، جیسا کہ آج کل عام طور پر ایسا ہو رہا ہے۔

www.idaraghufran.org

اللہ تعالیٰ ’’تفقه فی الدین ‘‘ کی نعمت حاصل کرنے،اوراس میں ترقی کرنے کی توفیق عطاءفرمائے۔آمین۔

موجودہ دور کے مروَّجہ بحث ومباحثہ سے بچنے کا حکم

(20ذوالقعدۃ1440ہجری)

آج کل بہت پرفتن دورآ گیا ہے،حق بات کو ماننے اوراس کوقبول کرنے کا مادہ کمزورتر پڑ گیا ہے،ضد اورہٹ دھرمی میں اضافہ ہوگیا ہے،دین کے معاملہ میں بھی اپنی بات پرڈٹے رہنااوررجوع نہ کرنا، قدم قدم پرنظرآ تا ہے،اگر چہ کسی کے سامنے اپنی بات کا کمزوروناحق ہونا،کیوں نہ واضح ہو جائے، تب بھی اپنی سابقہ بات پرقائم اورڈٹے رہنےکوکمال،بہادری اورفخر کاذریعہ خیال کیا جانے لگا ہے۔ حالانکہ حق بات کو ہرحال میں قبول کرنا چاہیے،خواہ شروع سے وہ حق بات سامنے آئے،یا کسی دوسرے موقف کواختیارکرنے کے بعدخود سے غوروفکرکرنے کے بعداس کے خلاف کا حق ہونا معلوم ہوجائے،یا پھرکسی دوسرے کے بتانے سے اس کا علم ہوجائے،ان چیزوں کوکسی بات کے قبول کرنے نہ کرنے میں حائل نہیں سمجھنا چاہیے۔

حق بات جب بھی اورجہاں سے بھی ملے،اس کوقبول کرنا ہی حق پرستی کی نشانی ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ زندگی بھرمناظرے کرتے رہتے ہیں،اوربعض اوقات اپنے مقابل کی بات کادلیل سے حق،یاراجح ہونا بھی معلوم ہوجا تا ہے،مگراس کے باجود،وہ اپنے سابق موقف پرہی قائم رہتے ہیں،اس میں ذرہ برابرلچک پیدانہیں ہوتی،بلکہ بعض اوقات تو ضدوعناد اورکبروتعلّی کی وجہ سے اپنے سابق موقف پرمزیدسختی اورتشدد پیدا ہوجا تا ہے،اوراس کوسہارادینے کے لیے مدِمقابل کی ذراذراسی کمزوریوں کواچھالا جا تا ہےاوراپنی بات میں وزن پیداکرنے کے لیے دوردرازکی تاویلات کوتلاش کیا جا تا ہے۔

اس قسم کے بحث ومباحثہ سے موجودہ دورمیں اجتناب کرنے میں ہی سلامتی وعافیت ہے۔

اوراس قسم کے بحث ومباحثہ کوحقیقی مناظرہ کہنا بھی مبنی برانصاف معلوم نہیں ہوتا،جس میں اظہارِحق اورقبولِ حق پیشِ نظرنہ ہو،بلکہ اس کو’’مجادلة‘‘یا’’معاندة‘‘اور’’مکابرة‘‘وغیرہ کہنا چاہیے۔

www.idaraghufran.org

محققین نے ''مناظرۃ'' اور ''مجادلۃ'' وغیرہ میں فرق بیان فرمایا ہے۔ [1]

اہلِ حق کا یہ طریقہ نہیں، چنانچہ فقہائے کرام اور مجتہدینِ عظام، ہمیشہ حق وصواب کی تلاش میں رہے، جب بھی حق وصواب، جس کے قول میں نظر آیا، خواہ وہ اپنے سے چھوٹے، یا اپنے شاگرد کا قول کیوں نہ ہو، یا اپنے مقابلے میں کسی دوسرے مستقل مجتہد کا قول کیوں نہ ہو، اور اس دوسرے سے فقہی واجتہادی اختلاف کسی بھی درجے کا ہو، ان حضراتِ گرامی نے فوراً اپنے سابق موقف

---

[1] المناظرة لغة: يقال: ناظر فلانا: صار نظيرا له، وناظر فلانا: باحثه وباراه فى المجادلة، وناظر الشىء بالشىء: جعله نظيرا له .فالمناظرة مأخوذة من النظير أو من النظر بالبصيرة .

والمناظرة اصطلاحا: عرفها الآمدى بأنها تردد الكلام بين الشخصين يقصد كل منهما تصحيح قوله وإبطال قول صاحبه ليظهر الحق ، وعرفها الجرجانى بأنها: النظر بالبصيرة من الجانبين فى النسبة بين الشيئين إظهارا للصواب .

الألفاظ ذات الصلة:

أ – المجادلة:المجادلة لغة:المناظرة والمخاصمة،يقال: جدل الرجل جدلا فهو جدل من باب تعب: إذا اشتدت خصومته، وجادل جدالا ومجادلة: إذا خاصم بما يشغل عن ظهور الحق ووضوح الصواب .

والمجادلة اصطلاحا: قال الآمدى: هى المدافعة لإسكات الخصم .

والصلة بينهما أن كلا من المجادلين يريد حفظ مقاله وهدم مقال صاحبه، سواء كان حقا أو باطلا.

أما المناظران فكل منهما يريد إظهار الحق .

ب – المناقشة:المناقشة لغة: يقال: نقش الشىء نقشا: بحث عنه واستخرجه، ويقال: نقش الشوكة بالمنقاش، ونقش الحق من فلان، وناقشه مناقشة ونقاشا استقصى فى حسابه.

ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن المعنى اللغوى .

والصلة بين المناقشة والمناظرة أن كلا منهما يهدف إلى بيان وجه الحق.

ج – المكابرة:المكابرة لغة: المغالبة .يقال: كابرته مكابرة، غالبته وعاندته .

والمكابرة اصطلاحا: المنازعة فى المسائل العلمية مع علم المتكلم بفساد كلامه وصحة كلام خصمه .

والصلة بين المناظرة والمكابرة التضاد من حيث الغاية والثمرة.

د – المعاندة:المعاندة لغة: من باب ضرب، يقال: عاند فلان عنادا: إذا ركب الخلاف والعصيان، وعانده معاندة: عارضه، قال الأزهرى: المعاند المعارض بالخلاف لا بالوفاق .

والمعاندة اصطلاحا: المنازعة فى المسائل العلمية مع عدم علمه بكلامه هو وكلام صاحبه .

والصلة بين المناظرة والمعاندة التباين.

هـ – المحاورة:المحاورة لغة: يقال: حاوره محاورة وحوارا: جاوبه، وحاوره: جادله، قال تعالى:(قال له صاحبه وهو يحاوره)ويقال: تحاوروا: تراجعوا الكلام بينهم وتجادلوا ، قال تعالى: (والله يسمع تحاوركما)

ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن المعنى اللغوى.

والصلة بين المحاورة والمناظرة أن كلا منهما يراجع صاحبه فى قوله(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۹ ص ۲۷ الیٰ ۲۸، مادة ''مناظرة'')

www.idaraghufran.org

سے رجوع کرلیا،بعض مسائل میں تو ان حضرات گرامی نے فوت ہونے سے کچھ وقت پہلے ،بسترِ مرگ پر رجوع کیا،اوران کی اس حق پرستی کی وجہ سے ان کوفقہائے کرام ومجتہدینِ عظام کا منصب و مقام حاصل ہوا،مگرآج اس طرزِعمل کو اپنی شان کے خلاف سمجھا جاتا ہے،اوراوپر سے اپنے آپ کی اِن فقہائے کرام و مجتہدینِ عظام کی طرف نسبت بھی کی جاتی ہے،اوراس طرح جلیل القدر فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام کے بدنام کنندہ بننے کا سہرا بھی اپنے سر پر سجایا جاتا ہے۔

یہ کہاں کی عقلمندی ہے،اوراس میں کتنی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے؟اس پرغورکرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطاء فرمائے۔آمین۔

’’معتقد و منتقد‘‘ کی نظراورطرزِعمل میں فرق

(29ذوالقعدۃ1440ہجری)

یہ بات علماء وحکماء اورعقلاء سے مخفی نہیں کہ جوشخص کسی کا معتقد یعنی عقیدت رکھنے والا،اورکسی کا محبّ یعنی کسی سے محبت کرنے والا ہوتا ہے،عادتاً وعموماً اس کی نظراپنی عقیدت مند شخصیت کے عیوب و نقائص پر نہیں پڑتی،اوروہ اس کے نتیجے میں اپنے معتقد علیہ اورمحبوب کی شان میں تعریف کے قصیدے پڑھنے سے نہیں تھکتا۔

اوراس کے برعکس جوشخص کسی سے بغض وعداوت رکھتا ہے،یا کسی سے بدگمان ہوتا ہے،اس کی نظر اس کے نقائص اورعیوب سے نہیں ہٹتی،اوروہ اس کے نتیجے میں بدگمانی وبدزبانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا،اوررفتہ رفتہ تعصب وبغض میں اندھا ہوجاتا ہے،اورتنقید درتنقید میں حظ ولذت محسوس کرتا ہے،اوربعض اوقات اس کو دین کی بڑی خدمت تصور کرتا ہے۔

عربی کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ:

’’فعین الرضا عن کل عیب کلیلة‘‘

’’ولٰکن عین السخط تبدی المتساویا‘‘

’’یعنی رضامندی کی آنکھ،ہرعیب کے مشاہدہ سے قاصر رہتی ہے،لیکن ناراضی کی آنکھ برائیوں کوظاہرکرتی ہے‘‘۔

www.idaraghufran.org

مگر شریعت کا حکم رضا اور ناراضگی میں عدل وانصاف کرنے کا ہے،خواہ کوئی اپنا محبوب ومعتقد علیہ ہو، یا نہ ہو،شریعت کا حکم ہر شخص کے ساتھ عدل وانصاف کا ہے۔

سلفِ صالحین کا اسی کے مطابق عمل تھا،اسی لیے انہوں نے اپنی، یا اپنے محبوب ومعتقد علیہ بزرگوں کی شان میں مبالغہ وغلو سے کام نہیں لیا،اور اپنے مخالفین پر بے جا الزام تراشیوں کا ارتکاب نہیں کیا۔

سلفِ صالحین کو تو دوسروں سے زیادہ اپنی اصلاح کی فکر دامن گیر رہتی تھی،ان کی اگر کبھی اپنے مخالفین ومعاندین پر نظر پڑتی تھی،تو اس کی بنیاد بھی ان کی اصلاح اور خیر خواہی ہوتی تھی،اسی لیے وہ اپنی غلطیوں،کوتاہیوں اور لغزشوں کا اعتراف بھی کرتے تھے،اور اپنی سابقہ باتوں سے رجوع بھی کرتے رہتے تھے،اور مخالفین ومعاندین کی اچھی باتوں کا اعتراف واظہار بھی کرتے تھے۔

قریب زمانے کے اکابرِ دیوبند ومشائخ میں بھی اس طرح کے بے نظیر نمونے ملتے ہیں کہ انہوں نے سرسید احمد خان ،مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب وغیرہ جیسے حضرات کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا اہتمام کیا، جہاں ان کی خوبیاں نظر آئیں،ان کا اعتراف واظہار کیا،اور جہاں قابلِ اصلاح باتیں سامنے آئیں،ان کی حسبِ ضرورت وحسبِ حیثیت بغرضِ اصلاح تردید اور ان پر نکیر کی، کیونکہ احادیث میں اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے عداوت رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

مگر اس کے باوجود، مذکورہ حضراتِ گرامی نے بلاوجہ کسی کے در پے ہونے،اور محض عیب جوئی وعیب گوئی کرنے، یا کسی کی تحقیر وتذلیل کرنے کا ارتکاب نہیں کیا۔

لیکن اب اس طرح کے حضراتِ علماء وصلحاء بھی بہت کم رہ گئے ہیں،موجودہ دور کے علماء وصلحاء کا بڑا طبقہ اس کے برعکس طرزِ عمل کو اختیار کیے ہوئے ہے۔

چنانچہ آج اگر اپنے معاشرے پر نظر ڈالی جائے،تو اکثریت ایسے لوگوں کی ملے گی، جو اپنے مخالف کی کسی خوبی کا اعتراف واظہار کرنے کے لیے تیار نہیں،اور اپنے گروہ اور اپنے مخصوص بزرگوں کی شان میں قصیدے پڑھنے سے کبھی وہ تھکتے نہیں۔

اس طرح کی صورتِ حال اب تمام مسالک ومذاہب اور مشارب کے بہت سے لوگوں میں ہوگئی ہے۔

چنانچہ دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے بہت سے حضرات اپنے بزرگوں اور اکابر کی شان

میں قصیدے پڑھتے ہیں، اور اسی طرح بریلوی اور اہلِ حدیث وغیرہ حضرات، اپنے بزرگوں کی شان بیان کرتے ہیں، اور اپنے بزرگوں کی طرف سے کوئی قابلِ جرح واختلاف بات سامنے آجائے، تو اولاً تو اس کو قابلِ جرح وقابلِ اختلاف سمجھتے ہی نہیں، اور ان میں بے جا تاویلات کا سہارا حاصل کرکے ان بزرگوں کو مقدس وپاکیزہ ثابت کرنے کے درپے رہتے ہیں، جس میں بعض اوقات بہت زیادہ غلو دیکھنے میں آتا ہے، اور اگر کسی وقت اختلاف وجرح کی ضرورت سمجھیں، تو ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کا اظہار کرتے ہیں، جبکہ اپنے سلسلے سے ہٹ کر دوسرے حضرات کی قابلِ جرح وقابلِ اختلاف باتوں پر، ان کی مناسب تاویل توجیہ کرنے کے بجائے، طرح طرح سے الزام تراشیاں کرنے اور خوب مرچ مصالحہ شامل کرنے، اور بالآخر، ان حضرات کی طرف فسق وفجور اور کفر وارتداد اور گستاخ وغیرہ ہونے کی نسبت میں مشغول ہوکر، اور ان کی مٹی پلید کرکے دَم لیتے ہیں۔

عرب کے علاقہ میں علمِ حدیث پر کام کرنے والی ایک علمی شخصیت ''ناصر الدین البانی'' کے نام سے گزری ہے، اب جو لوگ ناصر الدین البانی صاحب سے اختلاف کرتے ہیں، تو وہ ان کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف واظہار کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں، اور ان کی صرف کمزوریوں اور تسامحات کو پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

اور اس کے برعکس، جو حضرات ان سے عقیدت رکھتے ہیں، وہ ان کی علمی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے اور ان کو پاکیزہ ومقدس ہستی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مولانا رضا احمد خان بریلوی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور موجودہ دور کے ڈاکٹر ذاکر نائیک اور جاوید احمد غامدی صاحبان وغیرہ سے عقیدت ومحبت رکھنے اور نہ رکھنے والے طبقات کا بھی یہی حال ہے۔

لیکن عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اختلاف اپنی حدود میں رہنا چاہئے، کسی سے اختلاف کی بناء پر اس کی خدمات اور اچھے اوصاف کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے، بلکہ اچھے اوصاف کا اعتراف کرنا چاہیے اور عقیدت ومحبت کی بناء پر کسی کو نبیوں کی طرح پاکیزہ ومقدس ہستی ثابت کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے، بغض وعناد سے بچنے اور اپنی اصلاح وترقی کے درجات کو حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات، اس قسم کی کمزوریوں اور افراط وتفریط سے پاک ہے، اس لیے قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا وسزا عطاء فرمائے گا، جہاں سب انسانوں کے باہمی اختلافات کی حقیقت اور پول کھل جائے گا، اور حق، پوری طرح واضح ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کے دائرہ میں رہتے ہوئے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صحیح بخاری وصحیح مسلم کا مقام

(22ذوالحجۃ1440ہجری)

امام بخاری رحمہ اللہ کی ''صحیح البخاری ''نام کی کتاب کو جو مقام حاصل ہے، وہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں جو احادیث منتخب فرمائی ہیں، ان کی سندوں میں سخت شرائط کا لحاظ کیا ہے، اس طرح کی شرائط کا لحاظ، دوسرے محدثین نے اپنی حدیث کی کتابوں میں نہیں کیا، وہ الگ بات ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اپنی ''صحیح مسلم'' میں سندوں کے صحیح ہونے کا اہتمام کیا ہے، لیکن امام مسلم کا صحیح مسلم میں راویوں کی سند کا مجموعی طور پر معیار وہ نہیں ہے، جو معیار امام بخاری کا ہے۔

البتہ فردِ بشر ہونے کی حیثیت سے کسی درجہ میں اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم نے کسی راوی کو ثقہ اور مضبوط قرار دیا ہو، لیکن کسی دوسرے محدث، یا دوسرے محدثین کی رائے ،اس سے مختلف ہو، کیونکہ بعض اوقات ایک راوی کے متعلق بھی محدثین کی آراء مختلف ہو جاتی ہیں۔

اس لیے بخاری ومسلم کی جملہ احادیث کی سندوں کو تمام جہات سے کلام وجرح سے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا، یہ صفت تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ''قرآن مجید وفرقانِ حمید'' کو ہی حاصل ہے۔

تاہم جس طرح امام بخاری کی ''صحیح البخاری ''کو احادیث کی کتب میں ایک امتیازی مقام وشرف حاصل ہے، اسی طرح امام مسلم کی ''صحیح مسلم'' کو بھی احادیث کی کتب میں ایک امتیازی مقام وشرف حاصل ہے۔

اور جس طرح بعض جہات سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فوقیت حاصل ہے، اسی طرح بعض دوسری جہات سے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر برتری حاصل ہے۔

www.idaraghufran.org

لیکن اس کے باوجود صحیح بخاری، یا صحیح مسلم کی ہر حدیث کو دوسری کتب میں مذکور حدیث پر سند یا عمل کے لحاظ سے، ترجیح دینے پر اصرار کرنا بھی درست نہیں، کیونکہ بعض دیگر محدثین نے بہت سی ایسی سندوں سے مختلف احادیث کو روایت کیا ہے، جو امام بخاری کی شرط پر بھی ہیں اور امام مسلم کی شرط پر بھی ہیں، جن کو بخاری ومسلم، یا شیخین کی شرط پر ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ایسی سند والی حدیث کا معیار، اس سند کے معیار سے بلند سمجھا جاتا ہے، جو صرف بخاری، یا صرف مسلم کی شرط پر ہو۔

چنانچہ مسند احمد اور اسی طرح مستدرک حاکم وغیرہ میں بہت سی ایسی احادیث موجود ہیں، جو امام بخاری کی سند پر بھی ہیں اور امام مسلم کی سند پر بھی پوری اترتی ہیں، اسی طرح بعض دوسری احادیث کی کتب میں بھی ایسی حدیثیں موجود ہیں۔

لیکن جو لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں، وہ اس طرح کی احادیث کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں، اور وہ اس طرح کی احادیث کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح بخاری، یا صحیح مسلم کی حدیث نہیں، اس لیے ہم اس حدیث کو نہیں مانتے۔

اس طرح کی کم علمی پر مبنی باتوں کی وجہ سے کئی بڑی بڑی غلط فہمیاں پائی جا رہی ہیں، جن کی حقیقت سمجھ لینا ضروری ہے۔

اس لیے بندہ نے اس کے متعلق مختصر گزارشات پیش کر دی ہیں۔

علماء کا غیر ضروری مسائل کے درپے ہونا

(05 محرم 1441 ہجری)

بعض علماء غیر ضروری اور غیر اہم مسائل کے بہت درپے ہو کر اپنا اور دوسروں کا قیمتی وقت اور عمدہ صلاحیتوں کو ضائع کرتے ہیں، مثلاً بعض علماء اس چیز پر بہت زور دیتے ہیں کہ پائجامہ اور لنگی بیٹھ کر پہننا سنت ہے، اور کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے، حالانکہ کسی مستند ومرفوع حدیث میں اس کے سنت یا مکروہ ہونے کا ذکر نہیں آیا، محدثین نے اس کی وضاحت کی ہے، البتہ بعض مشائخ سے اس طرح کا مضمون منقول ہے، لیکن اولاً تو جب تک کوئی بات سنت سے ثابت نہ ہو، اس کو بلا تحقیق سنت قرار دینا درست نہیں، کیونکہ سنت کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، اور نبی کریم صلی اللہ

www.idaraghufran.org

علیہ وسلم نے اپنی طرف بلاتحقیق کسی بات کے منسوب کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر پائجامہ کھڑے ہوکر پہننے کو مکروہ بھی قرار دیا جائے، تو یہ خاص صورت پر محمول ہوگا، جہاں مثلاً کھڑے ہوکر پہننے میں بے پردگی لازم آتی ہو، یا کھڑے ہوکر پہننے سے گرنے وغیرہ کا اندیشہ ہو، جیسا کہ احادیث میں جوتے کھڑے ہوکر پہننے سے بھی اسی قسم کی وجوہات کی بناء پر منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح بعض لوگ قمیض یا کُرتے کو ہرحال میں پائجامہ سے پہلے پہننے کے سنت ہونے پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں، اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر سخت نکیر کرتے ہیں۔

اہلِ علم کو اس قسم کی چیزوں کے درپے ہونا، اور اوپر سے اس قسم کے مسائل میں تشدد اور سختی برتنا درست نہیں۔ بندہ نے اپنے بعض مضامین میں ان مسائل کی تحقیق کی ہے۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی چیزیں معاشرہ میں عام ہوگئی ہیں، بلکہ کئی فضولیات ولغویات کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ ان سے دینداروں اور مولویوں کا ایک بڑا طبقہ بھی محفوظ نہ رہا۔

آج کل مختلف حضرات کی تحریروں اور تقریروں میں اس طرح کی افراط، یا تفریط پر مبنی باتوں کا بکثرت مشاہدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

علماء کے خلاف ہونے کا شبہ

(15 محرم 1441 ہجری)

الحمدللہ تعالیٰ میرے دل میں اہلِ حق علمائے کرام کی بڑی قدر ومنزلت ہے، اور الحمدللہ تعالیٰ خود میرا تعلق، اور میری نسبت بھی اسی جماعت سے ہے۔

اور اسی نسبت وتعلق اور قدر ومنزلت کی وجہ سے میری علمائے کرام کے طبقہ کی طرف خاص توجہ ہے، تاکہ یہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے جانشین بنیں، ایسا طرزِ عمل اختیار کریں، جس سے ان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہو، اور ایسے طرزِ عمل سے اجتناب فرمائیں، جو اِن کی بے قدری وناقدری کا ذریعہ ہو، اور اس سے بڑھ کر وراثتِ انبیاء کے عظیم منصب سے محرومی مقدر بنے۔

اسی وجہ سے میں وقتاً فوقتاً علمائے کرام کو توجہ دلاتا رہا ہوں، اور ''جاگو اور جگاؤ'' کی منادی کرتا رہتا ہوں۔

www.idaraghufran.org

کسی بھی عالمِ دین کی دل میں قدر ومنزلت کی اصل بنیاد یہی انبیائے کرام کے وارث ہونے کی ہونی چاہئے، اگر کسی میں یہ نسبت نہیں ہوگی، تو اس کی یہ مخصوص قدر ومنزلت بھی دل میں نہ ہوگی، خواہ کوئی دوسری نسبت اس میں موجود ہو، اور اگر اس عظیم نسبت کے عنوان سے کچھ لوگ ایسے ہوں، جو درحقیقت اس نسبت سے محروم ہوں، اور صرف ظاہری طور پر نسبت کا نام لگا کر، اپنے آپ کے وارثِ انبیاء ہونے کے دعویدار ہوں، تو اس کی وضاحت وتوضیح بھی ضروری ہوگی، تاکہ غیر وارث کو وارث سمجھنے کی غلط فہمی نہ ہو، اور اگر کسی کا طرزِ عمل نبی کے وارث ہونے کے خلاف ہوگا، اس کی نشاندہی بھی ضروری ہوگی۔

لیکن بعض لوگ میرے اس طریق کو غلط فہمی کی وجہ سے علمائے کرام کی مخالفت وعداوت یا اِن کی تحقیر وتذلیل پر محمول کرتے ہیں۔

ایک صاحب نے مجھے بتلایا کہ بعض علماء آپ (یعنی بندہ محمد رضوان) پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ علماء کے حق میں تو سخت ہیں اور عوام کے حق میں نرم ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

میں نے کہا کہ اصل بات یہ نہیں، جو انہوں نے کہی، یا سمجھی، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ شریعت اور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام کی طرف سے جو سہولتیں اور آسانیاں لوگوں کو فراہم کی گئی ہیں، بندہ محمد رضوان ان کو بیان وذکر کرتا رہتا ہے، جو شرعاً مطلوب ومحمود ہے، پھر بجائے اس کے کہ دوسرے اصحابِ علم، خود سے تحقیق کریں، یا دوسرے کی تحقیق کا علمی جائزہ لیں، اس کے برعکس بعض کم علم، یا متعصب علماء ہی، اس کی مخالفت کرتے ہیں، اور تیسیر وتسہیل پر اور اس کی وجہ سے بندہ پر طرح طرح کے اعتراض کرکے لوگوں کو متنفر کرتے اور ان کے لیے تیسیر وتسہیل کے راستہ کی رکاوٹ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے بندہ کو ان اہلِ علم کے اعتراضات وشبہات کے جوابات دینے پڑتے ہیں، جبکہ علمی دلائل تو ان حضرات کی طرف سے بہت کم ہی پیش کیے جاتے ہیں، زیادہ تر وہ حضرات بندہ کی ذات اور نفسِ مسئلہ میں عیوب نکالتے ہیں۔

مثلاً کہتے ہیں کہ میں غیر مقلد ہوں، اکابر کا گستاخ ونافرمان ہوں، اور یہ مسئلہ گمراہی وغیرہ پر مبنی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

www.idaraghufran.org

اور بندہ کو اس بات کا اعتراف ہے کہ بندہ میں بہت سے عیوب وذنوب ہیں، لیکن جس طرح کے یہ لوگ بندہ اور دینی مسئلہ کی طرف عیوب منسوب کرتے ہیں، وہ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کی وجہ سے بندہ پر علمی خیانت کا الزام عائد ہوتا ہے اور لوگوں کا علمی و دینی تحقیق سے اعتماد اُٹھتا ہے، اس لیے بندہ اس قسم کے اعتراضات کے جوابات کو اجمالی طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور یہ بھی اس لیے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کی دینی تحقیقات سے متعلق غلط فہمیاں دور ہوں، حاسدین و معاندین کا علاج بندہ کے پاس نہیں۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ بندہ کا عقیدہ وایمان یہ ہے کہ علمائے کرام، وارثینِ انبیاء اور عامۃُ المسلمین کے مقتداء اور رہبر ہیں، اور ان کے اوپر امتِ مسلمہ کی دینی رہنمائی ورہبری کرنے، یعنی قوم کی ڈرائیونگ کرنے کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس وجہ سے ضروری ہے کہ علمائے کرام، انبیائے عظام صلی اللہ علیہم وسلم کے سچے اور پکے وارث بنیں، اور اس نسبت کی لاج رکھیں، پس میری اس طبقہ کی صلاح وفلاح کی طرف خاص توجہ کا ہونا، اس طبقہ سے عداوت کے بجائے، محبت کی دلیل ہے۔

اور اس کی مثال ایسی ہے، جیسا کہ کوئی خاص اور عظیم شخص بیمار پڑ جائے، تو اس کی طرف معالجین اور ان کے معاونین کی زیادہ توجہ ہوتی ہے، اس کی ہمہ وقت دیکھ بھال کی جاتی ہے، اور دوسرے عام مریضوں کے مقابلے میں ایسے شخص کی دیکھ بھال اور بیماری سے حفاظت ونجات کی زیادہ جدوجہد اور کوشش کی جاتی ہے، کیونکہ اس کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کی ضرورت واحتیاج وابستہ ہوتی ہے، یا ایسا شخص قوم کا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ شمار ہوتا ہے۔

یا مثلاً کوئی گاڑی کا ڈرائیور ہو، جس میں بہت سے لوگ سوار ہوں، تو ڈرائیور کی سلامتی کے ساتھ اس کی گاڑی میں سوار تمام مسافروں کی سلامتی وابستہ ہوتی ہے۔

بعینہٖ اسی طرح میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ علمائے کرام اور اصحابِ فقہ وافتاء حضرات، امتِ مسلمہ کا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ اور وہ امتِ مسلمہ کے ڈرائیور ہیں، لہٰذا ان کو نفس وشیطان کے بہکاوے اور غلطیوں ولغزشوں سے محفوظ رکھنا دوسروں کی بنسبت زیادہ ضروری ہے۔

www.idaraghufran.org

علامہ ابنِ جوزی نے اپنی تصنیف ''تلبیسِ ابلیس'' میں شیطان اور ابلیس کی مختلف تلبیسات کا ذکر کیا ہے، جس میں علماء، صوفیاء اور قراء وغیرہ کے لیے شیطانی تلبیسات کا بھی ذکر ہے۔

اسی طرح اگر کچھ لوگ اس علماء کے طبقہ میں نااہل اور غیر وارثِ انبیاء داخل ہوگئے ہوں، تو دوسروں کی دینی حفاظت وسلامتی کے لیے ان سے آگاہی بھی ضروری ہے۔

چنانچہ آج کل اس طرح کے نام نہاد بہت سے لوگ، علماء کا روپ دھار کر اس شعبے اور میدان میں داخل ہوگئے ہیں، اگر ان سے عامۃُ المسلمین کو آگاہ نہ کیا جائے گا، تو اس کا نتیجہ، ان کے دین میں بگاڑ وفساد اور الغرض روحانی موت کی شکل میں برآمد ہوگا، جو ایک طرح سے جسمانی موت سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔

ظاہر ہے کہ چور، ڈاکو وغیرہ کو چوکیدار سے زیادہ عداوت ہوتی ہے، اس لیے میں اگر اس چوکیداری کی ذمہ داری کو ادا کروں گا، تو نااہل اور غیر حقیقی وارثِ انبیاء مجھ سے کیسے خوش ہوسکیں گے۔

اللہ تعالیٰ وارثینِ انبیاء کو سچا پکا وارث بننے اور ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین (مصائب کے اسباب اور ان کا حل: قسط7) مولانا شعیب احمد

”رجوع الی اللہ“ (حصہ سوم)

گزشتہ قسط میں قرآن مجید میں منقول انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی اُن دعاؤں کا تذکرہ تھا جو انہوں نے مصائب کے لمحات اور آزمائش کی گھڑیوں میں اپنے رب کے حضور مانگیں۔

اب ذخیرۂ احادیث سے مصائب کے عالَم میں مانگی جانے والی دعائیں تحریر کی جاتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح کھانے پینے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور زندگی کے دیگر کئی معاملات کے لیے دعائیں مانگی ہیں اور اپنی امت کو سکھلائی اور بتلائی ہیں، اسی طرح غم، دکھ اور پریشانی کے مواقع پر بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کئی دعائیں منقول ہیں، جو اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں۔ اس طرح کی دعائیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ:

”جس بندہ کو (کوئی) رنج وغم پہنچے اور وہ یہ دعا کرے:

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ بَصَرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي

تو اللہ اس کے غم کو دور فرما دیتے ہیں اور اس کے رنج کو خوشی سے تبدیل فرما دیتے ہیں“ (صحیح ابنِ حبان) [1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ دعا پڑھنے سے مصیبت و پریشانی نہ صرف ختم ہو جاتی ہے

---

[1] ملاحظہ ہو: صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ٩٧٢، باب الأدعية.

قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح (حاشية صحيح ابن حبان)

www.idaraghufran.org

بلکہ خوشی اور راحت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

” عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ:”اللَّهُ، اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا “ (سنن ابنِ ماجه ، رقم الحديث : ۳۸۸۲ ، أبواب الدعاء ، باب الدعاء عند الكرب) [1]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی اور کرب کے لمحات کے لیے مجھے یہ کلمات سکھلائے:

”اللَّهُ، اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا “ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی اور کرب کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ“ (سنن ابنِ ماجه ، رقم الحديث : ۳۸۸۳ ، أبواب الدعاء ، باب الدعاء عند الكرب) [2]

پریشانی کے لمحات کے لیے ایک حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بھی منقول ہے کہ:

”غمزدہ آدمی کی دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ “ (سنن ابن داود ، رقم الحديث : ۵۰۹۰ ، أبواب النوم ، باب ما يقول إذا أصبح) [3]

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط :
إسناده صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[2] قال شعيب الأرنؤوط : إسناده صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[3] حكم الألباني:حسن الإسناد (حاشية سنن ابی داود)

www.idaraghufran.org

انسان پر پریشانی بسا اوقات قرض کے بوجھ کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔اس کا حل بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دعا کی شکل میں بتلایا ہے۔چنانچہ روایت ہے کہ:

”عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ مُكَاتَبًا جَائَهُ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَأَعِنِّي، قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللَّهُ عَنْكَ، قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ“ (سنن الترمذی، رقم الحديث: ٣٥٦٣، أبواب الدعوات) [1]

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام آیا۔پس وہ عرض کرنے لگا کہ میں (اپنی) آزادی کے لیے رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں۔سو آپ میری مدد کیجیے۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے ہیں۔(ان کی تاثیر یہ ہے کہ) اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر (بھاری) قرض بھی ہوگا تو اللہ تمہاری طرف سے ادا کردے گا۔یوں کہا کرو کہ:

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

(ترمذی)

انسان کی پریشانی بسا اوقات جسمانی تکلیف اور درد کی وجہ سے ہوتی ہے اور اس کا حل بھی احادیثِ نبویہ میں بتلایا گیا ہے۔چنانچہ صحابیِ رسول حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے جسم میں ہونے والے درد کی شکایت کی۔جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ:

”ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ، وَقُلْ بِاسْمِ اللهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ“ (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٢٠٢، كتاب السلام، باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء)

[1] حكم الألباني: حسن (حاشية سنن الترمذی)

www.idaraghufran.org

’’اپنا ہاتھ جسم کے اس حصہ پر رکھو جہاں تمہیں درد (محسوس) ہوتا ہے، اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور (پھر) سات مرتبہ یوں کہو کہ:

’’أَعُوذُ بِاللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ‘‘ (مسلم)

مذکورہ بالا تمام دعائیں تو مصائب آ جانے کے بعد کی ہیں۔جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصائب سے بچنے کے لیے بھی متعدد دعائیں ارشاد فرمائی ہیں۔جن میں سے ایک اہم اور مختصر دعا ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ:بِسْمِ اللَّهِ الَّذِى لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَىْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَيَضُرَّهُ شَىْءٌ‘‘ (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ٣٣٨٨ ، أبواب الدعوات ، باب ما جاء فی الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى) [1]

’’جو بندہ صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے تو اسے کوئی چیز (بھی) نقصان نہیں پہنچا سکتی:

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِى لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَىْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ترمذی)

یہ وہ چند دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پریشانی اور مصائب کے لمحات کے لیے سکھلائی ہیں۔اس کے علاوہ ہر انسان اپنی زبان اور اپنے الفاظ میں بھی اللہ کو پکار کر مصیبت اور پریشانی دور کرنے کی درخواست والتجا کرسکتا ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف یہ اشعار منسوب ہیں کہ ؎

مالي سوى فقرى اليک وسلة فبا الا فتقار يدى اليک ارفع

ما لی سوی قرعی لبابک حیلة فلئن رددت فأی باب أقرع ؟

’’میرے پاس محتاجی اور فقر کے سوا اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔لہٰذا میں اس افتقار (یعنی

[1] حکم الألبانی:حسن صحیح (حاشیة سنن الترمذی)

www.idaraghufran.org

محتاجی) کے ساتھ ہی تیرے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہوں ۔ میرے پاس تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے سوا کچھ (اور وسیلہ) نہیں۔اگر تو نے مجھ کو رد کردیا تو پھر میں کس کا در کھٹکھٹاؤں گا؟‘‘

تاہم اس موقع پر ایک بات ملحوظ رکھنے کی یہ ہے کہ دعا مانگنا فقط مصائب کے وقت کرنے کا عمل نہیں، بلکہ خدا کو یاد رکھنا اور اس سے مانگتے رہنا یہ خوشی اور غمی دونوں طرح کے حالات کا وظیفہ ہونا چاہیے۔ یہ طرزِ عمل کسی طرح بھی وفا کے تقاضوں پہ پورا نہیں اترتا کہ مصیبت کے لمحات اور مشکل کی گھڑیوں میں تو ہر پل اور ہر لمحہ خدا کو پکارا جائے کہ وہ ہماری تکلیف دور کردے اور جب وہ اپنی رحمت سے ہماری وہ تنگی دور کردے جس کا ہم شکار تھے تو پھر خدا کو بالکل ہی بھلا دیا جائے اور بے اعتنائی برتی جائے۔انسانوں کے اس مبنی بر جفا رویے کی شکایت خدا نے یوں فرمائی ہے کہ:

” وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مَسَّهُ “ (سورة يونس ، رقم الآية : ١٢)

’’اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے۔پھر جب ہم اس سے تکلیف کو ہٹادیتے ہیں تو ایسے چل دیتا ہے کہ گویا اس نے کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا‘‘(یونس)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

” وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ “ (سورة الزمر ، رقم الآية : ٨)

’’اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے اس کی طرف متوجہ ہو کر۔پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کردیتا ہے تو بھول جاتا ہے اس کو جس کے لیے فریاد کررہا تھا اس سے پہلے‘‘(زمر)

یہ انسان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا گلہ ہے کہ وہ مصیبت اور پریشانی کے وقت تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے لیکن غم کے ٹلتے ہی وہ خدا کو بھول بیٹھتا ہے۔ایسے ہی آدمی کے متعلق سلطنتِ مغلیہ

کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر نے یوں کہا تھا ؂

ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانئے گا وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

پس عیش اور خوشی کے لمحات میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا یہی تو اصل بندگی کا مظہر ہے۔ایک باوفا بندہ کا شیوہ یہی ہونا چاہیے کہ خدا کو تنگی اور خوشی ہر قسم کے حالات میں پکارتا رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالكَرْبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۸۲، أبواب الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة) [1]

”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ سختی اور غم کے وقت اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہیے کہ راحت کے لمحات میں کثرت سے دعا کیا کرے“(ترمذی)

اس دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تَعَرَّفْ إِلَيْهِ فِي الرَّخَاءِ، يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ“ (مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۸۰۳) [2]

”تم راحت کے لمحوں میں خدا کو یاد رکھا کرو۔ وہ تنگی (اور مصیبت) کی گھڑیوں میں تمہیں یاد رکھے گا“(مسند احمد)

خوشی اور راحت کے لمحات میں خدا کو یاد رکھنے والے فرد پر اللہ تعالیٰ بھی خصوصی رحم و کرم فرماتے ہیں اور اسے مصیبت اور پریشانی کے وقت تنہا نہیں چھوڑتے،جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے واضح ہوتا ہے۔اس لیے دعا کے عمل کو خوشی وغمی ہر قسم کے حالات میں سرانجام دیتے رہنا چاہیے۔

---

[1] حكم الألباني:حسن (حاشية سنن الترمذی)

[2] قال شعيب الأرنؤوط:
حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۵۲ھ: میں حضرت ابراہیم بن صدقہ بن ابراہیم بن اسماعیل مقدسی قاہری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ١٦)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۵۷ھ: میں حضرت علی بن احمد بن موسیٰ بن محمد دیری جوبری دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ، ج۲،ص ١٩٩)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۵۸ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن عامر مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ١٥٨)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۱ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن عبدالغنی سرسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ٦٣)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۱ھ: میں حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدالغنی سرسی قاہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ لتقی الدین بن عبد القادر الغزی،ص ١٤١)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۴ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن بن علی بن محمد بن شحام حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (شذرات الذھب فی أخبار من ذھب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹،ص ٤٤٦)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۵ھ: میں حضرت قاضی ابراہیم بن فتح اللہ بن ابی بکر بن فخر الدین بن بدالدین الربیعی الملتانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳،ص ٢٢٧)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۵ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن عبدو خاتونی اردبیلی حنفی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین محمد بن محمد الغزی ، ج۲،ص ٤٤)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۷ھ: میں حضرت تقی الدین ابوبکر بن محمد بن اسماعیل بن علی بن حسن بن علی بن اسماعیل بن علی بن صالح بن سعید قرقشندی مقدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

www.idaraghufran.org

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۹۶،شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹،ص ۴۵۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۹ھ: میں حضرت شیخ ابوالغیب قطب الدین بن نورالدین حسینی واسطی ظفرآبادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳،ص ۲۶۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۶۷ھ: میں حضرت ابوعمر عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعہ بن علی بن جماعہ بن حازم مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج۲،ص ۱۸۶)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۷۹ھ: میں حضرت عبداللہ بن محمد بن احمد بن عبدالباری بن عمر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد، ج۱،ص ۷۹)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۸۰ھ: میں حضرت شیخ ابوالبرکات محمد بن عبداللہ بن محمود بن حسین حسینی بخاری گجراتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۳،ص ۲۷۲)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۸۲ھ: میں حضرت علاءالدین علی بن محمد بن عبداللہ بن زکی غزی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹،ص ۵۰۱)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۸۹۴ھ: میں حضرت شیخ عبداللہ حاجی خلیفہ قسطمونی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹،ص ۵۳۵)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط21) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ پنجم)

گزشتہ اقساط میں یہ بات گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں دینی احکام کا دارومدار وحی الٰہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشادات وافعال تھا، نیز اس دور میں صحابہ اہلِ فتویٰ بھی موجود تھے، اس کے بعد صحابہ اور تابعین کے دور میں علومِ شرعیہ کے حاملین، حجاز، عراق، شام، مصر اور عالمِ اسلام کے دیگر مرکزی مقامات میں پھیل گئے، اور ان کے اصولِ فقہ وفتاویٰ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ مختلف تھے۔

ان میں مکہ ومدینہ کے اہلِ علم کہ جن کو ''علمائے حجاز'' بھی کہا جاتا تھا، حدیث کی اسانید ومتون میں مشہور ومعتبر تھے، ان کے سلسلۂ تلمذ میں بڑے بڑے ائمہ حدیث پیدا ہوئے، اور ان کا مرکز حجاز کے دو شہر ''مکة المکرمة'' اور ''مدینة المنورة'' ہونے کی وجہ سے، ان کو ''مدرسة الحجاز'' یعنی حجازی مکتبۂ فکر کے علماء کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

اس جماعت کے سرخیل وبانی امام مالک بن انس رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 179ہجری) ہیں، جنہوں نے ''فقہ مالکی'' کی بنیاد رکھی، مالکی فقہ کی بنیاد زیادہ تر قرآن وسنت اور اہلِ مدینہ کے عمل پر ہے، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں اپنی کتاب ''مؤطا'' کو فقہی ترتیب وتبویب پر اس طرح مدوّن کیا کہ یہ کتاب گویا اس طبقہ کی ترجمان بن گئی۔ [1]

''مؤطا امام مالک'' کو حدیث کی کتابوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے، جو کہ احادیث کی کتابوں میں، ایک بنیادی اور ابتدائی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۶۹، تحت الترجمة: مالک)

[1] وأما أهل الحجاز فكان إمامهم مالك بن أنس الأصبحي إمام دار الهجرة رحمه الله تعالى. واختص بزيادة مدرك آخر للأحكام غير المدارك المعتبرة عند غيره، وهو عمل أهل المدينة (مقدمة ابن خلدون، ص ۲۵۶، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض)

www.idaraghufran.org

اس کے مقابلہ میں علمائے عراق احادیث کی روایت میں بڑی شدت سے کام لیتے تھے، اوراس سلسلہ میں سخت اصولوں پر کار بند تھے، یہ حضرات روایتِ حدیث میں الفاظ ومعنیٰ کے ساتھ ساتھ ان کی اسناد پر بھی خاصی توجہ دیا کرتے تھے، یہ معاملہ تو احادیث کی روایت ودرایت کا تھا۔

مگر فتویٰ دینے میں اس سے بھی زیادہ احتیاط سے کام لیتے تھے، بلکہ غایتِ احتیاط وتحری کی وجہ سے فتویٰ میں ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے بجائے اس کی نسبت اپنی طرف کرتے تھے، تاکہ روایت میں زیادہ سے زیادہ احتیاط ہوسکے، اورکوئی ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے، یا کیا نہیں ہے۔

اس جماعت کے سرخیل وبانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 150ہجری) ہیں، جنھوں نے اپنے تلامذہ کو لے کر فقہ اوراصولِ فقہ کو باقاعدہ مرتب ومدوّن کیا، جن کے علمی وفقہی مقام کے دوسرے ائمہ بھی معترف ہیں، خاص طور پر امام مالک اورامام شافعی رحمہما اللہ کے آپ کے متعلق اقوال مشہور ومعروف ہیں۔ [1]

ان حضرات کا مرکز عراق تھا، جس کو ''مدرسۃُ العراق ''یعنی عراقی مکتبۂ فکر کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔

ان دونوں اماموں کے بعد علمائے حجاز کے طبقہ میں امام شافعی رحمہ اللہ (المتوفی: 204ہجری) ہیں، جنھوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اساتذۂ حدیث سے علم حاصل کیا، اوراسی کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ سے بھی استفادہ فرمایا، جس کے لیے آپ نے متعدد اسفار کیے، جس میں خصوصیت کے ساتھ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 189ہجری) سے بہت زیادہ پڑھا۔

چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے علومِ دینیہ کے مراکز ''مدرسۃُ الحجاز ''اور''مدرسۃُ العراق'' دونوں سے فیض حاصل کیا تھا، اوردونوں مکاتیب سے فقہ حدیث کے اصول اورفکر ونظر سے واقفیت حاصل کی تھی، اس لیے اہلِ حجاز اوراہلِ عراق کے طرزِ تفقہ میں درمیانی راہ پیدا کی، اورایسی فقہ

---

[1] فأما أهل العراق فإمامهم الذى استقرت عنده مذاهبهم أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ومقامه فى الفقه لا يلحق، شهد له بذلك أهل جلدته وخصوصاً مالك والشافعى (مقدمة ابن خلدون، ص ٢٥٦، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض)

www.idaraghufran.org

مدوّن کی، جس میں حدیث اور رائے کا توازن برقرار رکھا، اور اس درمیانی راہ میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اکثر مسائل میں امام مالک رحمہ اللہ سے اختلاف کیا، اور اس طرح فقہ شافعی کو جاری و ساری کیا۔ [۱]

امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد بغداد میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی: 241 ہجری) ہیں، جنھوں نے اپنی ابتدائی تعلیم میں اہلِ عراق کے ساتھ علمی وابستگی رکھی، اور پھر اہلِ حجاز سے بھی مختلف اسفار میں علمی وابستگی رکھ کر اپنے مسلک کو رائج کیا، جس کی بنیاد زیادہ تر حدیث کے الفاظ و معانی پر رکھی، اور اس سلسلہ میں آپ نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے اہلِ علم سے استفادہ کیا، جن میں امام ابویوسف، امام شافعی اور سفیان بن عیینہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ [۲]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اپنی سند سے روایت کردہ حدیث کا ایک عظیم الشان ذخیرہ "مسند احمد" کے نام سے مشہور و معروف ہے، جس میں آپ کی اپنی سند سے جمع کردہ احادیث کی تعداد لگ بھگ 40 ہزار کے قریب ہے، اپنے اس عظیم الشان حدیث کے ذخیرہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کرتے تھے کہ "اس مسند کو حفظ کرلو، کیونکہ عنقریب لوگوں کو اس سے بہت رہنمائی حاصل ہوگی"۔ [۳]

چار مکاتیبِ فکر

اس طرح اہلسنت والجماعت کے چار مکاتبِ فکر (School of Thoughts) وجود میں آئے کہ جن میں:

---

[۱] ثم كان من بعد مالك بن أنس، محمد بن إدريس المطلبي الشافعي رحمهما الله تعالى. رحل إلى العراق من بعد مالك ولقي أصحاب الإمام أبي حنيفة وأخذ عنهم، ومزج طريقة أهل الحجاز بطريقة أهل العراق، واختص بمذهب. وخالف مالكاً رحمه الله تعالى في كثير من مذهبه (مقدمة ابن خلدون، ص ۲۵۷، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض)

[۲] وجاء من بعدهما أحمد بن حنبل رحمه الله. وكان من علية المحدثين. وقرأ أصحابه على أصحاب الإمام أبي حنيفة مع وفور بضاعتهم من الحديث، فاختصوا بمذهب آخر (مقدمة ابن خلدون، ص ۲۵۷، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض)

[۳] وصنف (المسند) وهو ثلاثون ألف حديث، وكان يقول لابنه عبد الله: احتفظ بهذا (المسند) فإنه سيكون للناس إماما (سيراعلام النبلاء، ج ۱۱، ص۳۲۷، تحت ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله)

www.idaraghufran.org

پہلے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، جن کی ولادت 80 ہجری اور وفات 150 ہجری میں ہوئی، جو کہ ''فقہ حنفی'' کے بانی وسرخیل ہیں، اور درجہ ورتبہ کے لحاظ سے سب سے بڑے امام ہیں۔

دوسرے امام مالک رحمہ اللہ، جن کی تاریخِ ولادت 93 ہجری ہے، اور وفات 179 ہجری میں ہوئی، آپ ''فقہ مالکی'' کے بانی وسرخیل ہیں۔

تیسرے امام شافعی رحمہ اللہ ہیں، آپ کی ولادت 150 ہجری میں ہوئی، اور وفات چوّن (54) سال کی عمر میں 204 ہجری میں ہوئی، آپ ''فقہ شافعی'' کے بانی وسرخیل ہیں۔

اور چوتھے اور آخری امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں، جو کہ ربیع الاول 164 ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے، اور وفات 12 ربیع الاول 241 ہجری جمعہ کے دن ہوئی، آپ ''فقہ حنبلی'' کے بانی ہیں۔ [1]

ان حضرات نے اپنی خداداد علمی وفکری صلاحیتوں اور مجتہدانہ بصیرت کی بناء پر اپنے اپنے دور میں حسب ضرورت قرآن وحدیث سے مسائلِ فقہ مرتب کئے، اس طرح ان ائمہ کے زیر اثر چار فقہی مکاتبِ فکر (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) وجود میں آئے، اور اس طرح امام ابوحنیفہ کے مقلدین ''حنفی'' امام مالک کے مقلدین ''مالکی'' امام شافعی کے مقلدین ''شافعی'' اور امام احمد بن حنبل کے مقلدین ''حنبلی'' کہلائے۔ اہلِ سنت والجماعت کے یہ چاروں مذاہب آج بھی مسلمانوں میں مختلف علاقوں اور ملکوں میں رائج ہیں کہ جن پر مختلف ممالک میں لوگ عمل پیرا ہیں۔

شروع شروع میں ان مذاہب کے علاوہ کچھ اور مذاہب بھی مختلف علاقوں میں رائج تھے، اور ان ائمہ اربعہ کے فقہی مذاہب سے پہلے ہر شہر کے لوگ مقامی مفتی وفقیہ کی اتباع کیا کرتے تھے، نیز ایک مقام کے فتوے دوسرے مقام پہنچتے تھے، اس طرح ان چاروں فقہ سے پہلے عالمِ اسلام میں کئی

[1] ویلیہ الإمام مالک، ویلیہ الإمام الشافعی، ویلیہ الإمام أحمد بن حنبل، وأقصرهم ذلک بطول زمن العمل بمذاهبهم وقصره، فکما کان مذهب الإمام أبی حنیفة أول المذاهب المدونة تدوینا، فکذلک یکون آخرها انقراضا، وبذلک قال أهل الکشف (مکانة الامام فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی، ص ۵۷، تحت: کثرة أتباع أبی حنیفة واشتهار مذهبه فی الآفاق)

www.idaraghufran.org

فقہاء کی فقہ رائج تھی، اور عوام ان کے فتاویٰ پر عمل کرتے تھے، مگر ان میں سے اکثر مذاہب یا تو ان چاروں میں ضم ہوگئے، یا پھران کو خاص پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔

ان میں سفیان ثوری (المتوفیٰ: 161 ہجری) کا مذہب، جو کہ کوفہ میں رائج تھا، امام حسن بصری (المتوفیٰ: 110 ہجری) کا مذہب، جو کہ بصرہ میں رائج تھا، امام اوزاعی (المتوفیٰ: 157 ہجری) کا مذہب، جو کہ شام اور اندلس کے علاقوں میں رائج تھا، مگر یہ تینوں مسلک تیسری صدی تک معمول بہ رہ کر ختم ہوگئے، اور اسی طرح ابنِ جریر طبری (المتوفیٰ: 310 ہجری) اور امام ابو ثور (المتوفیٰ: 240 ہجری) کا مسلک، بغداد میں تیسری صدی تک رائج رہ کر ختم ہوگیا، اور امام داؤد ظاہری (المتوفیٰ: 270 ہجری) کا مسلک زیادہ مدت تک رہا، چنانچہ علامہ ابنِ حزم اندلسی (المتوفیٰ: 456 ہجری) ظاہری مسلک کے ہی بڑے امام شمار ہوتے ہیں، ان کو ''ظاہری'' اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ اصحاب حدیث کا مطلب اس کے ظاہری الفاظ کے مطابق بیان کرتے تھے، اس میں کسی قسم کے اجتہاد اور قیاس کو دخیل نہیں مانتے تھے۔

اسی طرح اسحاق بن راہویہ (المتوفیٰ: 338 ہجری) ابنِ جریر طبری (المتوفیٰ: 310 ہجری) سفیان بن عیینہ (المتوفیٰ: 198 ہجری) لیث بن سعد مصری (المتوفیٰ: 175 ہجری) کا فقہی مسلک رائج تھا۔ [1]

مگر اہلِ سنت والجماعت کے ان مذاہب کو زیادہ پذیرائی حاصل نہ ہوسکی، اور یہ تمام فقہیں اپنے اپنے وقت پر ختم ہوگئیں، یا ان میں سے اکثر فقہی مذاہب اہلِ سنت کے چاروں مذاہب میں ضم ہوگئیں، تاہم ان حضرات کے اقوال وفتاویٰ اب بھی فقہ کی بعض کتابوں میں موجود ہیں، جن سے بوقتِ ضرورت علماء استفادہ کرتے ہیں۔ [2]

(جاری ہے......)

[1] وهی المذاهب المعمول بها عند جمهور المسلمین إلی الیوم والتی کتب لها البقاء والتغلب علی سواها من مذاهب أهل السنة .کمذهب سفیان الثوری بالکوفة، والحسن البصری بالبصرة .والأوزاعی بالشام والأندلس وغیرهما، وابن جریر وأبی ثور ببغداد، وداود الظاهری فی کثیر من البلدان وغیرها من مذاهب فقهاء الأمصار (ظرة تاریخیة فی حدوث المذاهب الفقهیة الأربعة،لأحمد بن إسماعیل بن محمد تیمور، ص ۴۷)

[2] ووقف التقلید فی الأمصار عند هؤلاء الأربعة (مقدمة ابن خلدون، ص ۲۵۶ و ۲۵۷، الفصل السابع، علم الفقه وما یتبعه من الفرائض)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط47) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کی کسریٰ کی طرف اسلامی لشکر کی روانگی

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اسلامی لشکر کو مختلف علاقوں کی طرف روانہ کرکے اسلام کو دنیا کے مختلف اطراف تک پھیلایا ہے۔

چنانچہ حضرت جبیر بن حیہ سے روایت ہے کہ:

بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ، يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيَّ هَذِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسُ، فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ، وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ، فَالرَّأْسُ كِسْرَى، وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ، وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ، فَمُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى، - وَقَالَ بَكْرٌ، وَزِيَادٌ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ - قَالَ: فَنَدَبَنَا عُمَرُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَقَامَ تَرْجُمَانٌ، فَقَالَ: لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ؟ قَالَ: مَا أَنْتُمْ؟ قَالَ: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ، كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ، نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ، وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ، وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ - تَعَالَى

www.idaraghufran.org

ذِكْرُهُ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ – إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ، وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا، أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ، وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ. فَقَالَ النُّعْمَانُ: رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللَّهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنَدِّمْكَ، وَلَمْ يُخْزِكَ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ، وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۱۵۹)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے شہروں میں مشرکوں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو روانہ کیا اور ہرمزان کے اسلام لانے کے بعد آپ نے اس سے کہا کہ ان لڑائیوں کے سلسلہ میں، میں تم سے مشورہ طلب کرنا چاہتا ہوں تو ہرمزان نے جواب دیا جی ہاں اس لڑائی کی مثال اور ان لوگوں کی مثال جو اس میدان میں مسلمانوں کے دشمن ہیں بالکل ایک پرندہ کی طرح ہے کہ جس کا ایک سر دو بازو اور دو پیر ہوں اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ دونوں پیروں ایک بازو اور ایک سر پر کھڑا رہے گا اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور ایک سر پر کھڑا رہے گا اور اگر اس کا سر چکنا چور کر دیا جائے تو اس کے دونوں پیر اور دونوں بازو اور سر سب بے کار ہو جائیں گے بحالت موجودہ کسریٰ سر ہے فارس ایک بازو اور قیصر دوسرا بازو ہے۔

لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو کسریٰ کی طرف جانے کا حکم صادر فرمائیں بکر و زیاد دونوں نے جبیر بن حیہ کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو طلب فرما کر نعمان بن مقرن کو ہمارا امیرِ فوج مقرر کیا اور ہم کو روانہ کر دیا جب ہم لوگ دشمن کی مملکت میں پہنچے، تو کسریٰ کا فوجی گورنر چالیس ہزار کا لشکر لے کر ہمارے مدمقابل ہوا، اس کے ترجمان نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی مجھ سے گفتگو کرے تو مغیرہ رضی

اللہ عنہ نے جواب دیا، پوچھو، جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ اس ترجمان نے کہا کہ تم کون ہو؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم عرب کے باشندے ہیں، ہم لوگ سخت بدبختی اور سخت مصیبتوں میں مبتلا تھے، بھوک کی وجہ سے ہم لوگ چمڑہ اور چھوہارے کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے، چمڑے اور بال کی پوشاک پہنتے تھے، درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے، اس وقت جبکہ ہماری یہ حالت تھی تو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے جس کا ذکر بہت بلند ہے اور جس کی عظمت بہت اونچی ہے، اس نے ہماری قوم میں سے ایک نبی ہمارے لئے بھیجا، جن کے ماں باپ کو بھی ہم جانتے ہیں چنانچہ ہمیں، ہمارے نبی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم تم (اہلِ شرک) سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں جب تک کہ تم ایک اللہ کی عبادت شروع نہ کردو، یا جزیہ دینا قبول کرلو، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی جانب سے ہم کو یہ اطلاع بھی دی ہے کہ ہم مسلمانوں میں سے جو کوئی قتل ہوجائے گا، تو وہ سیدھا نعمتوں والی جنت میں داخل ہوگا، اس جنت کی مثال آج تک نہیں دیکھی گئی، اور ہم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا تو وہ تم (اہلِ شرک کی) گردنوں کا مالک ہوگا (بخاری)

مذکورہ حدیث سے ایک تو عمر رضی اللہ عنہ کا کسریٰ کی طرف اسلامی لشکر روانہ کرنا معلوم ہوا، نیز کسریٰ کے لشکر کے جرنیل نے جب اسلامی لشکر کے کسی ترجمان سے بات کرنے کی خواہش کی، تو بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عرب کی توہین کرتے ہوئے کہا کہ تم اہلِ عرب نہایت کمزور اور جہالت میں مبتلا تھے، تم ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے، اس کے جواب میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ ہم اہلِ عرب اسلام قبول کرنے سے پہلے نہایت کمزور، مصائب زدہ اور بھوکے پیاسے لوگ تھے، چمڑہ اور چھوہارے کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، جنہوں نے ہمیں ایک اللہ کی عبادت کرنا اور زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا، اور ہمیں اہلِ شرک سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ یا تو اہلِ شرک اسلام قبول کرلیں، یا جزیہ دینا قبول کرلیں۔

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

عربی اور انگلش کی لڑائی

پیارے بچو! یونیورسٹی میں نے دیکھا کہ کچھ لڑکے آپس میں بحث کر رہے ہیں۔ان میں سے ایک لڑکے نے سر پر ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔کالی ڈاڑھی نے اس کے سفید چہرے کو چار چاند لگا دیئے تھے۔شلوار قمیض میں وہ بھلا معلوم ہو رہا تھا۔دوسرے لڑکے نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ہلکی ہلکی ڈاڑھی کے ساتھ بڑے بڑے بال رکھے ہوئے تھے۔جب ایک اور بھائی صاحب قریب سے گزرے،تو ڈاڑھی والے بھائی صاحب نے ان کی ڈاڑھی اور ٹوپی دیکھ کر انہیں اپنی طرف بلایا،اور کہا:

”یہ بھائی صاحب کافی دیر سے بحث کر رہے ہیں کہ مدرسے کے لڑکوں کو عربی نہیں آتی،اور مدرسے کا تعلیمی کورس بہت ناقص ہے،جس کے پڑھنے کے بعد لڑکے نہ تو عربی بول سکتے ہیں اور نہ ہی عربی لکھ سکتے ہیں۔جبکہ ہمیں دیکھو ہم انگریزی پڑھتے بھی نہیں،مگر ہمارا کورس اس طرح بنایا گیا ہے کہ بچہ خود بخود انگریزی بولنا لکھنا شروع کر دیتا ہے۔“

دوسرے ڈاڑھی والے بھائی صاحب نے جواب دیا کہ اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے؟ آپ عربی بول اور لکھ کر انہیں بتا دیں کہ ایسا نہیں ہے۔وہ بھائی صاحب آگے سے مختلف منطقی مثالیں دینے لگے اور کہنے لگے:

”دیکھو جناب! مدرسے کے لڑکے عربی پڑھنے کے بعد بہت بڑی بڑی قرآن وحدیث کی مشکل چیزیں حل کرتے ہیں۔اور عربی کی مشق نہیں کروائی جاتی۔“

یہ سن کر ہی وہ پینٹ والے بھائی صاحب ایک دم چونک کر بولے:

”اچھا تو آپ نے اب تک کتنی مشکل چیزیں حل کر لی ہیں؟“

اب ڈاڑھی والے بھائی صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔وہ سر جھکائے چپ کر کے شرمندہ

www.idaraghufran.org

کھڑے ہوئے تھے۔

اتنے میں وہ پینٹ والے بھائی صاحب دوسرے ڈاڑھی والے بھائی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ بھی عالم لگتے ہیں۔انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ جی ہاں الحمدللہ! یہ کہنے کے بعد انہوں نے ان سے کہا:

"من أی جامعة حصلت علی شهادة بكالوريوس؟"

ترجمہ: آپ نے کس یونیورسٹی سے بی اے کیا ہے؟

یہ سن کر ان بھائی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اور کہنے لگے:

"آپ..آپ کو عربی کیسے آتی ہے؟"

ویسے تو عربی ان بھائی صاحب نے کسی اورعربی ادارے سے با قاعدہ عالم بننے کے بعد سیکھی تھی، مگر انہوں نے کہا:

"I've learned in an institute"

"میں نے ایک ادارے میں سیکھی ہے"

یہ سن کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔اور کہنے لگے کہ آپ کو انگلش بھی آتی ہے۔انہوں نے جواب دیا:

"جی مگر انگلش میں نے الحمدللہ ٹیپ ٹاپ مارنے اور دوسروں پر تعلیم کا رعب ڈالنے کے لیے نہیں سیکھی، مگر اسلام کی خدمت کرنے کے لیے سیکھی ہے۔"

علمی و تحقیقی رسائل (جلد 11)

(1)...شفاعة فی الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اهلِ فترة و جاهلية کا حکم

علمی و تحقیقی رسائل (جلد 12)

(1)...احادیث ختم نبوت

(2)...شَفَاعَةُ النَّبِيِّ لِأَبَوَيِ النَّبِيِّ

مصنف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط35) مفتی طلحہ مدثر

خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (پانچواں حصہ)

معزز خواتین! پچھلی اقساط میں خلع سے متعلق احکام ذکر کیے گئے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان احکامات کے بیان کرنے کا مقصد خلع کی ترغیب دینا یا خاوند کی طرف سے ذرا سی ناگوار بات پیش آنے پر خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنے پر ابھارنا ہے، بلکہ ان احکامات کے بیان کرنے کا مقصد اپنے حقوق سے آگاہی اور حقوق سے متعلق علم حاصل کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں طلاق، ظہار، لعان وغیرہ کے احکامات بیان فرمائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں ان احکامات کی تفصیل وتشریح فرمائی، لیکن کوئی بھی باشعور اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرتا ہے ، طلاق دینا، یا اپنی بیوی سے ظہار یا لعان کرلینا شرعاً پسندیدہ فعل ہے۔

فطری بات ہے کہ دنیا کے کوئی بھی دو انسان ایسے نہیں کہ ان کی ہر ہر چیز ایک دوسرے سے بالکل مطابقت رکھتی ہو، ان کے مزاج، پسند ناپسند، رویے، برداشت، طاقت، ہمت، علم، شعور، ایثار وقربانی کے جذبے اور دین سے لگاؤ وغیرہ میں واضح فرق ہوگا، دو افراد کبھی بھی ایک دوسرے کی ہر چیز میں اس کے مثل نہیں ہوسکتے، یہاں تک کہ اس دنیا کی سب سے اعلیٰ وارفع ہستیاں انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بھی فطری مزاج ایک جیسے نہیں تھے، پھر انبیاء کے بعد صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں، جو مزاج ابوبکر کا تھا وہ عمر کا نہیں تھا، جو عمر کا تھا وہ عثمان وعلی کا نہیں تھا، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اس معاملے پر شریعت نے نہ تو سختی کی، نہ اس کی مذمت بیان فرمائی اور نہ ہی کسی شخص کو اس کا پابند بنایا کہ اپنا مزاج بدل کر دوسرے کے مزاج کے تابع ہوجائے، کیونکہ یہ عملاً ممکن نہیں ہے۔

دنیا چونکہ دار الامتحان ہے، اور امتحان گاہ کے سوالیہ پرچے کا ہر سوال یکساں نہیں ہوتا، کوئی اختیاری ہے اور کوئی لازمی، کوئی آسان، کوئی مشکل کوئی ناقابلِ جواب، لیکن آپ اس پر اعتراض نہیں کرسکتے، آپ نے حتی الوسع تیاری کرنی ہے، امتحان دینا ہے اور نتائج کی فکر کرنی ہے، زندگی کے حالات بھی

سوالیہ پرچے کی طرح ہیں جو کبھی یکساں نہیں ہوتے ، زندگی گزارنے کے لیے ہر طرح کے نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے،، کبھی خوشی ، کبھی غمی ، کبھی سکھ ، کبھی دکھ و پریشانی ، کبھی امیری ، کبھی غریبی ، کبھی صحت ، کبھی بیماری ، کبھی جوانی ، کبھی بڑھاپا اور ادھیڑ عمری ، غرض ہر قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے ، پھر ان حالات کا ہر شخص کے رویہ اور مزاج پر فرق پڑنا بدیہی بات ہے ، جس کی وجہ سے کسی بھی شخص کا ہر طرح کے حالات میں ایک ہی جیسا رویہ رکھنا بہت بعید ہے ، حالات کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے رویہ میں تبدیلی فطری بات ہے ، اور ان اربوں کھربوں انسانوں کی جنس کا ایک فرد شوہر بھی ہے ، خواہ آپ اس میں کتنے ہی عیب کیوں نہ نکال لیں ، لیکن اس اعزاز سے اس کو محروم نہیں کر سکتیں ، اصل میں اکثر خواتین کے ساتھ مسئلہ یہ درپیش ہوتا ہے ، کہ ہر فطری قانون اور بدیہی قاعدہ کو ماننے کے بعد جب اسی قاعدہ کا اطلاق اپنے شوہر پر کرنے کی باری آتی ہے ، جس سے شوہر کے بچنے کا کوئی راستہ نکل رہا ہوتا ہے ، تو یکسر شیطان خواتین کو ایسی تاویل سُجھاتا ہے کہ سقراط اور ارستو بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں ، اس لیے اس بات کو خود کو تسلیم کرانے کی ضرورت ہے ، کہ شوہر کا رویہ ہمیشہ آپ کے ساتھ یکساں نہیں ہوگا ، اس میں اتار ، چڑھاؤ آتا رہے گا۔

نکاح کے بعد جس طرح خاوند کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم ہے ، اسی طرح بلکہ اس بڑھ کر بیوی کو بھی حسنِ سلوک اور خاوند کی اطاعت گزاری کا حکم ہے ، کیونکہ اللہ نے خاوند کا حق زیادہ رکھا ہے ، اب عموماً ہوتا یہ ہے کہ ، خاوند کی طرف سے جب تک خندہ پیشانی ، مالی فروانی اور کشادگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے ، تب تک تو اکثر خواتین خود کو بہت وفادار اور حسنِ اخلاق کا پیکر تصور کرتی ہیں ، لیکن اس حسنِ اخلاق کی قلعی تب کھلتی ہے ، جب خاوند کی طرف سے ذرا تیور بدلے یا ہاتھ تنگ کیا جائے ، فوراً ہی یہ حسنِ اخلاق کی پیکر ، جو بزعمِ خود اچھے اخلاق کی ہمالیہ پر خود کو براجمان سمجھتی ہیں ، ان کے اچھے اخلاق کا فلک شگاف مظبوط قلعہ دھڑام سے زمین بوس ہو جاتا ہے ، یکدم شکوے شکایات کا ایسا انبار لگتا ہے کہ اگلے پچھلے سب حساب لمحہ بھر میں برابر ہو جاتے ہیں ، ذرا سی خلافِ مزاج بات ، لہجہ کی ترشی مال کی تنگی کی بنا پر پچھلے تمام احسانات اور انعامات کو یکسر فراموش کر دینا اور ماضی کی تمام اچھائیوں پر یکسر لکیر پھیر دینا کہاں کا انصاف ہے! یہ اعلیٰ درجہ کی ناشکری

www.idaraghufran.org

نہیں تو اور کیا ہے؟ اچھے رویے کے بدلے تو سب ہی اچھا رویہ دکھا سکتے ہیں، کمال تو تب ہے، جب ترشی کے مقابلے میں نرمی دکھائی جائے، ورنہ یہ حسنِ اخلاق نہیں بدخلقی ہے، شاید کچھ خواتین کو ایسا محسوس ہو کہ آج میں مبالغہ سے کام لے رہا ہوں، لیکن یقین جانیے ایسا ہرگز نہیں ہے، شوہر کے معاملے میں اس طرح کے ناشکری والے رویہ کی وجہ سے ہی اہلِ جہنم کی زیادہ تعداد خواتین کی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی ناشکری کی بنا پر خواتین کو عذاب میں مبتلا دیکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے طرزِ عمل کی مذمت بیان فرمائی، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے:

وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا: بِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: " يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ (صحيح البخاری، باب صلاة الكسوف جماعة،رقم الحديث ١٠٥٢)

ترجمہ: میں نے دوزخ والوں میں زیادہ عورتوں کو دیکھا، صحابہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کس گناہ کی پاداش میں“ نبی ﷺ نے فرمایا ”ان کے کفر (یعنی ناشکری) کی وجہ سے“ کہا گیا ”وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟“ نبی ﷺ نے فرمایا ”خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں، اگر تم تمام عمر بھی ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہو، اور پھر وہ تم میں کوئی (خلافِ مزاج) بات دیکھ لے، تو وہ کہے گی: میں نے آج تک تم سے کوئی بھی بھلائی دیکھی ہی نہیں ہے“ (بخاری)

مذکورہ حدیث میں واضح طور پر خواتین کا ایک دفعہ کے واقعے کی بنا پر پہلے کے تمام احسانات بھلا دینا اور ناشکری کرنے کا ذکر ہے، جس کے سبب عذاب میں مبتلا ہونے کا بھی ذکر، لہٰذا خدارا! جب بھی کبھی شوہر کی طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آجائے تو اس کے ماضی کے احسان یاد رکھیں اور برداشت کا مظاہرہ کریں، نہ یہ کہ چھوٹی چھوٹی بات پر طلاق اور خلع کے مطالبات شروع کر دیں۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

کسی اچھے عمل کی بنیاد ڈالنا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَـنْ سَـنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَىْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَـعُـمِـلَ بِهَـا بَـعْـدَهُ كُتِـبَ عَـلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ (مسلم، رقم الحديث 1017"15")

ترجمہ: جس نے اسلام میں اچھے طریقہ کی بنیاد ڈالی (اور اچھا طریقہ جاری کیا) جس پر بعد میں عمل کیا گیا، تو اس شخص کو ان سب عمل کرنے والوں کے برابر ثواب حاصل ہوگا، لیکن ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کسی برے طریقے کی بنیاد ڈالی (اور برا طریقہ جاری کیا) جس پر اس کے بعد عمل کیا گیا، تو اس کو ان سب عمل کرنے والوں کے برابر وبال ہوگا، لیکن ان دوسروں کے وبال میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی (مسلم)

یعنی اچھے کام کی ترغیب اوراس کی بنیاد ڈالنا، صدقہ جاریہ کا سبب ہے، جب تک کہ اس پر عمل ہوتا رہے گا، اوراسی طرح کسی گناہ یا برے کام کی بنیاد ڈالنا، یا دین میں کسی بدعت کا اجراء باعث وبال اور عذاب ہوگا، جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا، گناہ کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بدشگونی وبری فال لینے اور جادو ٹونہ کرنے کی حدیث میں مذمت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ، أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً – أَوْ قَالَ:مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً – وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسند البزار، رقم الحديث ٣٥٧٨)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لئے بُری فال لی جائے، یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لئے کہانت کرائی جائے، یا جو خود جادو کرے یا جس کے لئے جادو کیا جائے، اور جو گرہ باندھے، یا فرمایا جو گرہ باندھے (یعنی کفریہ وفسقیہ کلمات پڑھ کر تعویز گنڈہ کرے) اور جو شخص کاہن (نجومی) کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے، تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز (قرآن وشریعت) کا (ایک طرح سے) انکار کیا (بزار)

یعنی بدشگونی و بری فال لینا، اور جادو ٹونہ وغیرہ کروانا، اور نجومیوں سے حالات معلوم کروانا اسلامی تعلیمات کے خلاف اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا ایک طرح سے انکار ہے۔

www.idaraghufran.org

ماہِ صفر سے متعلق چند غلط خیالات کی تردید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

ترجمہ: ایک کی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدشگونی اور مخصوص پرندے کی بدشگونی، اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں (بخاری، حدیث نمبر 5316)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَاعَدْوٰی وَلَاهَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ (مسلم، رقم الحدیث 5926)

ترجمہ: مرض کا (خود بخود بغیر حکمِ الٰہی کے) دوسرے کو لگ جانا، مخصوص پرندے کی بدشگونی، ستارہ اور صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَاعَدْوٰی وَلَاغُوْلَ وَلَاصَفَرَ (مسلم، رقم الحدیث 5929)

ترجمہ: مرض کا (خود بخود) لگ جانا اور غولِ بیابانی اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں بدشگونی وبدفالی کا کوئی وجود نہیں، اور ماہِ صفر کے متعلق بدفالی و بدشگونی کا عقیدہ رکھنا زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے، جس کی اسلام نے نفی فرمادی ہے۔

www.idaraghufran.org

ہر عمل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّأْبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى(بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جو انکار کرے، صحابہ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے، آپ نے جواب دیا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا (بخاری، حدیث نمبر 7280)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی ((بخاری، حدیث نمبر 7173)

معلوم ہوا کہ ہر حالت میں نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے، اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

شبلی اور فراہی (پانچویں وآخری قسط)

امداد الفتاویٰ اور رسالہ ”ملاحۃُ البیان“ کا حوالہ

مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی علمی فروگزاشت کے متعلق، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے امداد الفتاویٰ میں ایک رسالہ ”ملاحۃُ البیان فی فصاحۃ القرآن“ کے عنوان سے بصورتِ سوال وجواب مذکور ہے۔

سوال میں مولانا حمید الدین فراہی کے اس دعوے کا ذکر تھا کہ قرآن مجید میں بعض نامناسب الفاظ صرف ”سجع“ اور ”قافیہ بندی“ کے لیے آئے ہیں۔

بعض اہلِ علم کی طرف سے اس کا تحریری طور پر یہ جواب دیا گیا تھا کہ مولانا حمید الدین فراہی صاحب کا یہ کہنا کفر کے زمرہ میں تو داخل نہیں ہے، البتہ گناہ کے زمرے میں داخل ہے۔

اس جواب پر بعض اہلِ علم حضرات نے تحریری طور پر تعاقب کیا تھا، اور مولانا حمید الدین فراہی صاحب کا کچھ دفاع کیا تھا۔

پھر یہ تمام تحریرات مولانا اشرف علی تھانوی کی نظرِ ثانی کے لیے ارسال کی گئی تھیں، جس کے جواب میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے درجِ ذیل مضمون تحریر فرمایا:

> **قال تعالیٰ فی الکھف: انزل علیٰ عبدہ الکتٰب ولم یجعل له عوجًا.**
>
> ”عوج“ مقابل ہے، استقامت کا، کسی شے کی استقامت یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا اختلال نہ ہو، پس عوج عام ہوگا، ہر اختلال کو اور یہ نکرہ ہے تحت نفی کے، پس ہر قسم کا ”عوج“ منفی ہوا، اسی بنا پر روح المعانی میں اس کی یہ تفسیر کی:
>
> **أی شیئًا من العوج باختلال اللفظ من جهة الإعراب ومخالفة الفصاحة وتناقض المعنی وکونه مشتملًا علی ما لیس بحق أو داعیا لغیر**

www.idaraghufran.org

اللّٰہ.اھ.

وقال تعالٰی: متحدّیا وإن کنتم فی ریب ممّا نزلنا علٰی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ.

ان نصوصِ قطعیہ سے قرآن مجید کا ہر قسم کے نقص سے منزّہ ہونا اوراس تنزیہہ میں اس کا معجز ہونا مصرّح ہے، نیز اس پر تمام اُمت کا ایسا اجماع ہے کہ اس عقیدہ کو اس درجہ ضروریاتِ دین سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے انکار پر بالاتفاق کفر کا حکم کیا جاتا ہے۔ [1]

اوراہلِ ایمان تو بجائے خود رہے، قرآن کے اس اعجازی کمال کا اقرار ہمیشہ کفار کو بھی رہا ،اگرنعوذ باللہ اس میں شائبہ بھی کسی قسم کے نقص کا ہوتا، تو کیا وہ خاموش رہتے اور جس طرح اس کے اعجاز پر یہ نصوص دلیلِ نقلی، قطعی ہیں، ثبوتًا بھی دلالۃً بھی، اسی طرح بڑے بڑے اساطینِ کلام کا عجز اس کی دلیلِ عقلی، قطعی بھی ہے، ثبوتًا بھی، دلالۃً بھی۔اور قاعدہ متفق علیہ بین اہلِ ملّت و بین اہلِ عقل ہے کہ ایسے قطعی کا معارض، ایسا قطعی تو ہو نہیں سکتا۔

"لاستلزامہ الجمع بین النقیضین"

اگر معارض ظنی ہو، تو اگر معصوم سے منقول ہو، تو ثبوت کا انکار، رواۃ کی غلطی سے واجب ہے اور دلالت کی تاویل واجب ہے اور اگر غیر معصوم سے ہو، اگر وہ محلِ حُسنِ ظن نہیں، تو ردو ابطال واجب اور اگر محلِ حُسنِ ظن ہے، تو سَنَد میں جرح یا تاویل مستحسن ہے۔

اس مقدمہ کی تمہید کے بعد جتنی روایات واقوال موہمِ تعارض پائی جاویں، یا تو وہ معارض ہی نہیں، جیسے بعض کلمات کا اصول کے خلاف ہونا، کیوں کہ درحقیقت وہ مطلق اصول کے خلاف نہیں، صرف اصولِ مشہورہ کے خلاف ہیں، تو اصول کا انحصار مشہورہ میں، یہ خود غلط ہے۔اکثر تو ان کے مقابل، دوسرے اصول بھی پائے جاتے ہیں اور اگر بالفرض مطلقاً اصول کے خلاف ہونا بھی ثابت ہوجاوے، اگر چہ یہ فرض تقریباً باطل

[1] یعنی جب کوئی اس عقیدے کا صراحتًا بلا تاویل انکار کرے۔محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

ہے، لیکن اس کو فرض کر لینے کے بعد بھی اصول کی تدوین کو ناقص کہا جاوے گا، اصول کی مخالفت سے ایراد نہ کیا جاوے گا، کیوں کہ اصول خود فصحائے اہلِ لسان کے کلام کے تتبع سے جمع کیے جاتے ہیں، فصحائے اہلِ لسان اُن کے تابع نہیں ہوتے اور اس کے تسلیم میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا، جیسے اصولِ فقہ، مجتہدین کے فروع سے مستنبط ہوتے ہیں، مجتہدین اپنے فروع کو اُن پر مبنی نہیں کرتے، یا اگر معارض ہیں، تو واجبُ الرد، یا مؤول ہیں۔

اس تحقیقِ کلّی سے تمام جزئیات کا فیصلہ ہوتا ہے، بعضے جزئیات بطور مثال کے ذکر بھی کی جاتی ہیں، مثلاً فواصل کی رعایت سے اصول کی مخالفت، یہ محض بعض اصول کی مخالفت ہے، مطلق اصول کی مخالفت نہیں، کیوں کہ اس رعایت کی تقدیم یہ بھی ایک صحیح اصل ہے۔ کما صرّح به فی الإتقان نوع ۵۹ فصل ۲۔

اور یہ اس وقت ہے، جب صرف یہی رعایت موجب ہو، مگر خود اسی میں کلام ہے، قرآن مجید میں بے شمار مواقع ایسے ہیں کہ فواصل میں سجع کا سلسلہ شروع ہوکر ایک آیت میں سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس کے بعد پھر عود کر آیا، اس سے معلوم ہوا کہ صرف رعایت فواصل کی اس مخالفت کی داعی نہیں، بلکہ اس میں اور بھی اسباب غامض ہوتے ہیں، چنانچہ اتقان کی نوعِ تاسع وخمسون میں ایسے امثلہ کے بعد بعنوان تنبیہ ابن الصائغ کا قول نقل کیا ہے:

لا یمتنع فی توجیه الخروج عن الأصل فی الاٰیات المذکورة أمور أخریٰ مع وجه المناسبة، فإنّ القراٰن کما جاء فی الأثر لا تنقضی عجائبه.

اور مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی ہی روایت منقول ہے اس کی نسبت ابو حیان کہتے ہیں:

من روی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه أنه قال ذٰلک فهو طاعن فی الإسلام ملحد فی الدین وابن عباس بریٔ من ذٰلک القول. (کذا فی روح

www.idaraghufran.org

المعانی تحت قوله تعالٰی حتی تستانسوا مع کلام علی بن حیان والذی تکلّم اختار توجیهًا اخر)

اورمثلاً ایک ایسی ہی روایت کے متعلق روح المعانی میں تحت ''أفلم ییئس الذین اٰمنوا ''میں کہا ہے:

أمّا قول من قال إنما کتبه الکاتب وهوناعس فسوی أسنان السین فهو قول زندیق ابن ملحد علی ما فی البحر وعلیه فروایة ذٰلک کما فی الدرالمنثور عن ابن عباس رضی الله عنهماغیر صحیحة.

اوراس کے غیرصحیح ہونے کاایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اتقان نوع سادس وثلاثون کی فصل سوم کےسوال عاشر کے جواب میں خودابن عباسؓ سے،اس کے خلاف منقول ہے،اسی طرح ہرمقام کے متعلق خاص خاص تحقیقات ہیں،جن کا ذکرموجبِ تطویل اوراجمال ،مطلوب فی السوال کےخلاف ہےاورایک ان سب روایات کا مشترک جواب ہے، جس کواپنی تفسیر بیانُ القرآن حاشیہ عربیہ متعلقہ آیت''حتّٰی تستأنسوا ''سےنقل کرتا ہوں:

والذی تحرّر عندی فیه وفیما وردمن أمثاله علی تقدیر ثبوت هذه الروایات إن هٰؤلاء رضی اللّٰه عنهم سمعوا القراء ات التی اختاروها من رسول اللّٰه ﷺ ولم یسمعوا القراء ات الموجودة ثم إنّ تلک القراء ات نسخت ولم یبلغهم الخبر فداوموا علیها وأنکروا غیرها لمخالفة ظاهرالقواعد وعدم سماعه کما کان ابوالدرداء یقرء والذکر والأنثٰی وکانت عائشةؓ تقرأ خمس رضعات اهـ .

اوراسمائے سُوَر کے تعدد کااس بحث میں کچھ دخل نہیں،ان میں تعارض ہی کیا ہے۔

مگران اسماء میں سے کسی کوغیرمناسب کہنا بدعتِ شنیعہ ہے،کیوں کہ بعض اسماء،خود احادیثِ صحیحہ مرفوعہ میں وارد ہیں،علیٰ ھٰذا،احادیث کےایسے مقامات کا جواب بھی ان

www.idaraghufran.org

ہی اصول سے معلوم ہوسکتا ہے، مثلاً موزورات کی جگہ مازورات فرمانا، یہ بھی ایک اصل میں داخل ہے، اس اصل کا اصطلاحی نام ہے ازدواج۔ کذا فی القاموس۔

ولنسم هذا المجموع ملاحة البيان فى فصاحة القرآن.

(اشرف علی، للسادس والعشرین ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ)

ضمیمہ مُوضحہ از مفتی مدرسہ

بہر حال جس قدر روایات جوابِ تعاقب (یعنی مولانا حمید الدین فراہی کے دفاع) میں مذکور ہیں، چونکہ وہ ظاہراً ارشادِ خداوندی:

انزل علٰى عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا.

کے معارض اور قرآن میں اختلال کو مستلزم ہیں، اس لیے بمقتضائے اصولِ حدیث ان سب کا رد کرنا واجب ہے، جیسا کہ بعض روایات کا غلط وموضوع ہونا، تفسیرِ روح المعانی سے نقل بھی کر دیا، اسی طرح ظاہر یہ ہے کہ دوسری روایات بھی غلط اور مخترع ہیں، اگر اس کے رجال ورواۃ سے بحث کی جائے گی، تو امید ہے کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے گی، پس جو شخص ان روایات کی بنا پر تعاقب کا جواب دے رہا ہے، اس کے ذمے ان روایات کی صحت کا ثابت کرنا لازم ہے، **و دونهٔ خرط القتاد** ، بدون اس کے ان روایات سے ایسے مضمون پر استدلال کرنا، جس کی نفی خود قرآن اور اجماع وتواترِ عقلی و نقلی سے ہو چکی ہے، ہرگز جائز نہیں، اور بعد ثبوتِ صحت کے، ان کا جواب وہ ہے، جو اُوپر مفصلاً بیان کیا گیا۔

پس کسی کا یہ کہنا کہ بعض مواقع پر محض قافیہ اور بندش کے لیے قرآن میں غیر انسب لفظ مستعمل ہوتا ہے، یقیناً نہایت سخت کلمہ ہے، جس کا سُننا بھی گوارا نہیں ہوسکتا۔

اور جتنی عبارتیں جوابِ تعاقب میں نقل کی گئی ہیں، کسی کا بھی یہ یقینی مدلول نہیں کہ محض قافیہ اور بندش کے لیے قرآن میں کوئی غیر انسب لفظ استعمال کیا گیا ہے، اسی طرح اسماءِ سُوَر کے تعدد سے کس کو انکار ہے، مگر یہ کہنا کہ موجودہ اسمائے سوَرِ قرآنیہ، بجائے

رہبری کے غلط خیال پیدا کرتے ہیں، نہایت کریہہ اور شنیع کلمہ ہے کہ اس کا سُننا بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔

اور یقیناً قرآنِ کریم کی عظمت و حرمت کی حفاظت زید و عمر راویوں کی عظمت و حرمت سے بدرجہا زائد و لازم ہے۔

اور ایسے کلماتِ شنیعہ کی حمایت کے لیے اگر روایاتِ موضوعہ ضعیفہ سے سہارا لیا جائے گا ،تو زندقہ اور الحاد کا باب مفتوح ہو جائے گا، کیوں کہ زنادقہ وضّاعین و کذّابین نے بہت حدیثیں اور روایتیں وضع کی ہیں۔

نیز کفار، اہلِ اسلام کے مقابلہ میں اُن سے اِحتجاج کریں گے، اس لیے روایات میں تحقیقِ سند اور تنقیحِ رجال کو علمائے اُمت نے واجب فرمایا ہے: **انتهت الضميمة ۔**

(النور، ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ ص: ۷)

(امدادالفتاویٰ، ج ۴ ص ۴۵۹ تا ۴۶۲، مسائلِ شتی، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع نہم: ماہ صفر ۱۴۱۲ ہجری)

مذکورہ مضمون سے معلوم ہوا کہ مولانا حمیدالدین فراہی صاحب سے بعض تسامحات کا بھی صدور ہوا ہے، جن پر اہلِ علم و اکابر حضرات نے تنبیہ و گرفت فرما کر اپنی علمی و دینی قیادت و سیادت کی ذمہ داری کو پورا کیا، اور گمراہی و ضلالت کے راستوں کا سدِ باب کیا۔

حضرت تھانوی کے مذکورہ فتویٰ کے ایک اقتباس کے ذیل میں مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں:

بڑوں کی بات بڑے ہی سمجھیں، اس ناچیز کی سمجھ میں تو یہ بات اب آتی ہے (لفظ ''اب'' خیال میں رہے، یعنی 48 عیسوی میں، جب کہ یہ کتاب لکھی جا رہی ہے، نہ کہ 37 عیسوی و 38 عیسوی، جب کہ یہ بحث جاری تھی) اور ایک موٹی بات کی طرح بالکل صاف آتی ہے کہ مفسر فراہی کا مقصود لفظ ''غیر انسب'' کے لانے سے ہرگز ہرگز کسی قسم کا اعتراض یا قرآن مجید کی منقصت کسی درجے بھی نہ تھا، معاذ اللہ! جس کتابِ جلیل وعزیز کی خدمت کرنے اور جس کے اوپر اعتراضات دفع کرنے ہی میں ان کی عمر گزری

تھی، اس پر وہ اعتراض کا خیال بھی دل میں لا سکتے تھے؟

ان کا مقصدِ تحریر صرف یہ تھا کہ جس طرح ہر لفظ بجائے خود ایک موزونیت ومناسبت رکھتا ہے، اور اس کا خیال رکھنا ادب وانشا میں ضروری ہے، اس طرح عربی فنِ بلاغت میں قافیہ یا سجع کی رعایت بھی بہت اہم ہے، چنانچہ قرآن مجید نے حسنِ انشا کے اسی مقتضا سے بعض جگہ سجع (قافیہ) کو لفظی موزونیت پر مقدم رکھا ہے، اور قصداً ایسے الفاظ لایا ہے، جو بجائے خود چاہے، زیادہ مناسب وموزوں نہ ہوتے، لیکن قاعدہ حسنِ سجع کو بہ ہر حال پورا کرنے والے تھے، اور یہ عربی انشاوادب کا عیب نہیں، عین ہنر ہے۔

لفظِ ''غیرانسب'' عاشقِ قرآن وعاشقِ اسلام مفسر مرحوم ٹھیک اسی مفہوم میں لائے تھے، اور وہ بھی اپنے نج کے مسودہ میں، طبع واشاعت کے لیے جب وہ اپنی یادداشت پر نظرِ ثانی کرتے، تو گمان کیا معنیٰ یقین ہے کہ اس لفظ ''غیرانسب'' کو بھی موہمِ نقص سمجھ کر ضرور بدل دیتے، شاگردوں نے عقیدت کے جوش وغلو میں مسودہ کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھا۔(''حکیم الامت'' نقوش وتاثرات، صفحہ ۵۱۵، وصفحہ ۵۱۶، مقالہ نمبر ۹۸۔ سنہ 1936 عیسوی، ناشر: الفصیل، غزنی سٹریٹ، لاہور، تاریخِ اشاعت: اگست 1992 عیسوی)

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب نے اپنے جذبات وتاثرات تو بیان فرمادیے، لیکن ظاہر ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق دین کے وسیع وعمیق علم سے ہے، اور اس سلسلے میں اعتبار محقق اہلِ افتاء کی رائے کا ہی ہوتا ہے، ابتدا تو شاید غیرانسب سے ہوئی ہوگی، اور اس زمانے میں مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی بہت سی چیزیں طبع بھی نہیں ہوئی تھیں، جس زمانے میں مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی شان اور ان کے موقف پر مولانا عبدالماجد دریابادی اور سید سلیمان ندوی صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

اور اب جب کہ مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی متعدد مطبوعات شائع ہو چکی ہیں، اور معاملہ ''غیر انسب'' وغیرہ سے تجاوز کرکے ان کے شاگرد مولانا امین اصلاحی اور جاوید احمد غامدی صاحب کے واضح، متعدد غلط افکار تک پہنچ چکا ہے، خصوصاً مؤخر الذکر کا معاملہ تو حد سے بہت متجاوز ہو چکا ہے۔

www.idaraghufran.org

ہماری رائے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس قسم کے خطرات کو قبل از وقت اپنی بصیرت سے بھانپ لیا تھا، اوراس قسم کے مفاسد کے سدِّ باب کا انتظام فرمایا تھا، جو اپنی جگہ نہایت انسب موقف تھا۔

''نقدِ فراہی'' کا حوالہ

مولانا حمید الدین فراہی صاحب کی بعض فروگزاشتوں پر مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب نے بھی تبصرہ کیا ہے، جو''نقدِ فراہی'' کے نام سے مستقل کتابی صورت میں شائع ہوا ہے۔

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب کی کتاب''نقدِ فراہی'' پر ماہنامہ''الحق'' میں درجِ ذیل تبصرہ شائع ہوا:

کتاب: نقد فراہی، مصنف: مولانا محمد رضی الاسلام ندوی ضخامت: ۲۱۲ صفحات

قیمت: ۱۰۰ روپے، ناشر: مکتبہ اسلام، نشیمن مارکیٹ میڈیکل کالج روڈ علی گڑھ (انڈیا)

مشہور مفسر قرآن مولانا حمید الدین فراہی کے نام سے قرآن کی تفسیر کے حوالے سے علمی دنیا واقف ہے، آپ نے اپنی زندگی قرآن کی تفسیر اوراس کے علوم کی ترویج کے لیے وقف کر رکھی تھی، اس بارے میں ان کا اپنا ایک نقطہ نظر تھا، جس کی وجہ سے فکر فراہی کا ایک مستقل حلقہ پیدا ہوا۔ اسی حوالے سے اس حلقہ کی جداگانہ پہچان ہے۔

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی نے آپ کی تمام تصنیفات سے خوب استفادہ کیا ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں، اسی زمانے میں میرے بعض مضامین ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ کے ترجمان سہ ماہی مجلّہ تحقیقات اسلامی میں شائع ہوئے، ان مضامین کا مواد تمام تر مولانا فراہی کی تصانیف سے حاصل کیا گیا تھا۔ اسی دوران مجھے بعض ایسے مضامین لکھنے کی توفیق ہوئی، جن میں بعض آراء پر نقد کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مجموعے کا پہلا مقالہ سورہ فیل پر ہے، اس مقالہ کی تالیف کا پسِ منظر فاضل مقالہ نگار نے یوں تحریر کیا ہے:

www.idaraghufran.org

”مولانا شبیر احمد ازہر میرٹھی نے ایک مضمون تفسیر سورۃ فیل کے عنوان سے ماہنامہ الرشاد اعظم گڑھ، اکتوبر نومبر ۱۹۸۵ء میں لکھا تھا، یہ ان کی زیرِ تالیف تفسیر، مفتاح القرآن کا ایک حصہ تھا، اس میں انھوں نے مولانا فراہی کی تفسیر پر اعتراضات کیے تھے،اس کے رَد اور مولانا فراہی کے نقطہ نظر کی تایید ہے۔

ایک مضمون مولانا نسیم ظہیر اصلاحی نے لکھا، جو سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ اپریل جون ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔راقم سطور کا مضمون اصلاً برادرم نسیم ظہیر کے مضمون کے رد میں لکھا گیا ہے۔لیکن چونکہ اس کی بنیاد مولانا فراہی کی تفسیر پر تھی،اس لیے راقم سطور نے اپنے رد میں،مولانا فراہی اور ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر کو بھی شامل کر لیا تھا۔

دوسرا مضمون مولانا فراہی اور تفسیری روایات۔

تیسرا مقالہ مولانا فراہی اور حدیث۔

چوتھے مقالے میں حدیث کے موضوع پر مولانا فراہی کی ایک تصنیف احکام الاصول باحکام الرسول کا تعارف کیا گیا ہے۔

پانچواں مقالہ مناسک حج کی تاریخ کے عنوان سے ہے،اس میں مناسک حج کی تاریخ سے متعلق مولانا فراہی اور ان کے ہم خیال علامہ شبلی نعمانی،علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا صدرالدین اصلاحی کی آرا پر نقد کیا گیا ہے“۔

تنقید برائے تنقید کی کسی بھی موقع پر تحسین نہیں کی جاسکتی، بلکہ وہ ہمیشہ مذموم خیال کیا جاتا ہے،لیکن تنقید برائے تعمیر واصلاح یہ مستحسن عمل ہے۔اور اہلِ حق نے ہمیشہ اس قسم کی تنقید کا خیر مقدم کیا ہے۔

فاضل مؤلف کا یہ نقد بھی تنقید برائے تعمیر واصلاح کے قبیل سے ہے۔

بلاشبہ آپ نے اس میں انتہائی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے،اور ہر مقالے کے آخر میں اس کے ماخذ اور مراجع کا اشاریہ بھی دیا ہے۔

www.idaraghufran.org

تحقیق وتنقید کے ذوق رکھنے والے حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے حظ وافر اٹھائیں گے اوراس کے ساتھ ساتھ ان پر تحقیق اوراصول تحقیق کی نئی راہیں بھی کھل جائیں گی۔کمپوزنگ اور کاغذ وطباعت انتہائی اعلیٰ اور معیاری ہیں۔(ماہنامہ الحق، جنوری 2011ء)

مولانا محمد رضی الاسلام کی مذکورہ تالیف میں جن امور پر نقد کیا گیا ہے،ان کے ضمن میں یہ امر بھی واضح ہوجاتا ہے کہ مولانا حمیدالدین فراہی صاحب نے جمہور مفسرین سے الگ راہ اختیار کرکے کئی مقامات پر صحیح اور مستند احادیث کونظر انداز کردیا ہے،اوران کے قلم سے متعدد تسامحات سرزد ہوگئے ہیں۔

جس میں سے چند ایک کا مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب کی مذکورہ کتاب کے حوالے سے اختصار کے ساتھ بطورِ نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب اپنی کتاب ''نقدِ فراہی'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

مولانا فراہی کی تحریروں میں بعض خیالات ایسے ملتے ہیں، جوقرآن کے طالب علموں کو کھٹکتے ہیں، اس لیے کہ ان خیالات کے سلسلے میں وہ امت کی پوری تاریخ میں منفرد ہیں۔

انھیں میں ایک وہ رائے بھی ہے، جس کا اظہار انھوں نے تفسیر سورۃ الفیل میں کیا ہے،وہ یہ کہ لشکرِ ابرہہ کا مقابلہ اہلِ مکہ نے کیا تھا،اور پرندے ان پر سنگ باری کرنے نہیں، بلکہ ان کی لاشوں کو کھانے کے لیے آئے تھے۔

ان کے شاگردِ رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے بھی اپنی تفسیر ''تدبرِ قرآن'' میں بعینہٖ یہی خیالات اختصار کے ساتھ بیان کیے ہیں۔(نقدفراہی،صفحہ۱۳ ''تفسیر سورۃ الفیل'' ناشر: مکتبہ اسلام،علی گڑھ،انڈیا،سنِ اشاعت: 2010 عیسوی)

مذکورہ بالا خیال اورفکر ظاہر ہے کہ صحیح نہیں ہے۔

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب اپنی کتاب ''نقدِ فراہی'' میں ایک اورجگہ لکھتے ہیں:

www.idaraghufran.org

مولانا فراہی ،فہمِ قرآن میں روایات سے استفادے کے قائل نہیں ہیں، وہ قرآن کو براہِ راست نظم اور سیاق سے سمجھتے ہیں، پھر جو مفہوم ان کی سمجھ میں آتا ہے، اس کے مطابق جو روایات ملتی ہیں، انھیں قبول کر لیتے ،اور جو اس کے مطابق نہیں ہوتیں، انھیں رَد کر دیتے ہیں۔

یہ رائے جمہور علماء کی رائے کے برعکس ہے، کیوں کہ اس کے مطابق فہمِ قرآن میں صرف قرآن پر اکتفا کرنا صحیح نہیں ہے، بلکہ سنت اور اقوالِ سلف سے بھی استفادہ ضروری ہے۔(نقد فراہی ،صفحہ ۵۲ ''تفسیری روایات'' ناشر: مکتبہ اسلام، علی گڑھ، انڈیا، سنِ اشاعت: 2010 عیسوی)

مولانا رضی الاسلام ندوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

مولانا فراہی کی یہ رائے اس لیے بھی قابلِ قبول نہیں معلوم ہوتی، کیوں کہ قرآن کے نظم اور سیاق کو پیشِ نظر رکھ کر متعین کیا جانے والا مفہوم قطعی نہیں ہوسکتا، اگر ایسا ہوتا، تو مولانا فراہی اور مولانا امین احسن اصلاحی کے استنباطات میں کوئی اختلاف نہ ہوتا، اس لیے کہ دونوں نظم اور سیاق کو پیشِ نظر رکھ کر ہی آیات کا مفہوم متعین کرتے ہیں، اس کے باوجود اِن آیات کی ایک لمبی فہرست ہے، جن کی تفسیر میں دونوں کا اختلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظم وسیاق کے ذریعے آیات کی تفسیر میں ذاتی رجحانات شامل ہوجاتے ہیں، پھر اس بات کا کیا ثبوت ہوگا کہ مفسر نے نظم اور سیاق کو پیشِ نظر رکھ کر آیت کا جو مفہوم متعین کیا ہے، وہی صحیح ہے، اور جو روایات اس کے برعکس ہیں، وہ ضعیف، ناقابلِ قبول اور محض واہمہ ہیں۔(نقد فراہی ،صفحہ ۵۴ ''تفسیری روایات'' ناشر: مکتبہ اسلام، علی گڑھ، انڈیا، سنِ اشاعت: 2010 عیسوی)

نیز لکھتے ہیں:

جس طرح مولانا فراہی شانِ نزول کے سلسلے کی روایات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اسی طرح ان روایات کو بھی قبول نہیں کرتے، جو آیات کے زمانۂ نزول کی طرف اشارہ

کرتی ہیں۔(نقد فراہی ،صفحہ ۶۷''تفسیری روایات'' ناشر: مکتبہ اسلام،علی گڑھ ،انڈیا،سنِ اشاعت: 2010عیسوی)

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب اپنی کتاب ''نقدِ فراہی'' میں اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ تفسیرِ قرآن میں تفسیری روایات جتنی اہمیت کی مستحق تھیں، مولانا فراہی نے انھیں اتنی اہمیت نہیں دی ہے، یہ صحیح ہے کہ تفسیری روایات کا جو ذخیرہ اس وقت موجود ہے، وہ ''غث وسمین'' پر مشتمل ہے، اس کا بڑا حصہ ضعیف اور موضوع ہے، لیکن اس کی بنیاد پر تمام تفسیری روایات سے صرفِ نظر کر لینا بھی صحیح نہیں۔(نقد فراہی ،صفحہ۷۹''تفسیری روایات'' ناشر: مکتبہ اسلام،علی گڑھ،انڈیا،سنِ اشاعت:2010عیسوی)

مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب اپنی کتاب ''نقدِ فراہی'' میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

مولانا نے ایک طرف تو قبولِ روایت کے لیے سخت ترین اصول اختیار کیے ہیں، لیکن دوسری طرف ایسی ضعیف روایتیں قبول کر لیتے ہیں، جو نہ صرف یہ کہ پہلی نظر میں ناقابلِ قبول معلوم ہوتی ہیں، بلکہ نظمِ قرآن کے بھی خلاف ہیں۔(نقد فراہی ، صفحہ۱۱۹''حدیث فہمی'' ناشر: مکتبہ اسلام،علی گڑھ،انڈیا،سنِ اشاعت:2010عیسوی)

مزید لکھتے ہیں:

یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مولانا نے بعض احادیث کا انکار کیا ہے، اور ان کی صحت کی تردید کی ہے۔ (نقد فراہی ، صفحہ۱۳۲''حدیث فہمی'' ناشر: مکتبہ اسلام،علی گڑھ ،انڈیا،سنِ اشاعت: 2010عیسوی)

مزید لکھتے ہیں:

یہاں یہ بات ضرور ملحوظ رہنی چاہیے کہ چند احادیث پر مولانا فراہی کے تبصرہ کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کہ مولانا حدیث کو نہیں مانتے، سراسر غلط ہوگا، چند احادیث کی صحت سے انکار کرنا اور چیز ہے، اور حدیث کو بہ حیثیتِ سنت اور بہ حیثیتِ دین اور ماخذِ شریعت نہ ماننا دوسری چیز ہے، اول الذکر کا دائرہ صرف غلطیوں تک محدود ہے، جب کہ مؤخر الذکر

www.idaraghufran.org

آدمی کوحلقۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

حدیث کے سلسلے میں مولانا فراہی نے کچھ اصولی باتیں پیش کی ہیں، مثلاً:

(1):احادیث تمام تر قرآن سے مستنبط ہیں، ان سے قرآن پر کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(2):اصل واساس صرف قرآن کو حاصل ہے، احادیث کی حیثیت فرع کی ہے۔

(3):قرآن کی تفسیر کی بنیاد حدیث کو بنانا صحیح نہیں۔

(4):شانِ نزول صرف قرآن سے اخذ کرنی چاہیے، حدیث سے شانِ نزول اخذ کرنا صحیح نہیں۔

(5):حدیث کے ذریعے قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا۔

یہ اصولی مباحث اس موضوع کا جزوِ لاینفک ہیں، لیکن ان پر مفصل اور مستقل بحث کی ضرورت ہے، اس لیے کبھی ان پر آیندہ گفتگو کی جائے گی (نقد فراہی، صفحہ ۱۳۸ ''حدیث فہمی ''ناشر: مکتبہ اسلام، علی گڑھ، انڈیا، سنِ اشاعت:2010 عیسوی)

مذکورہ بالا عبارات وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مولانا حمیدالدین فراہی صاحب کے طرز اور اس ضمن میں ان کے بعض افکار قابلِ اختلاف اور محلِ تأمل ہیں، جس سے اتفاق مشکل ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ .

خلاصۂ کلام

شروع سے اب تک جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمیدالدین فراہی صاحبان دونوں ہی جلیل القدر علمی شخصیات ہیں، اور انھوں نے اپنے اپنے طور پر بہت کچھ علمی ودینی خدمات سرانجام دی ہیں، لیکن ان سے بعض علمی ودینی فروگزاشتیں بھی ہوئیں، جن کی افہام وتفہیم میں متعدد غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں، اور ایک زمانے میں بعض اہلِ علم حضرات کی طرف سے ان حضرات وشخصیات کے بعض افکار وعبارات کی روشنی میں تکفیر کا فتویٰ بھی جاری ہوا، جس کے بعد توضیح وتفصیل سامنے آنے پر تکفیر کے فتوے سے رجوع کرلیا گیا۔

www.idaraghufran.org

لہٰذا دونوں شخصیات کی تکفیر کرنا درست نہیں، جہاں تک بعض علمی فروگزاشتوں کا تعلق ہے، تو ان سے اختلاف کرنا اپنی جگہ برحق ہے، لیکن ہر اختلاف کو اس کے مقام پر رکھنا چاہیے، اور اس کو اپنے درجے سے گھٹانا یا بڑھانا نہیں چاہیے۔

اللہ تعالیٰ افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق بخشے، اور سب مسلمانوں کی لغزشوں کو درگزر فرمائے، بالخصوص جن علمی شخصیات سے لغزشیں ہوئیں، ان کو معاف ودرگزر فرمائے اور ان کی صحیح خدمات اور دین وملت کے لیے جہد وایثار کو قبول فرمائے۔آمین۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعۡلَمُ وَ عِلۡمُہٗ أَتَمُّ وَ أَحۡکَمُ .

محمد رضوان خان

04/محرم الحرام/1440ہجری 15/ستمبر/2018عیسوی بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

علاقوں اور زمانوں کے حالات مختلف ہو سکتے ہیں

موجودہ دور کے ہمارے بہت سے اصحابِ علم اور اصحابِ افتاء وفقہ میں اقتضائے زمانہ وعلاقہ کی رعایت بہت کم ہے، اور ان پر اپنے زمانہ وعلاقہ کے عرف اور حالات سے زیادہ سابق زمانوں میں تحریر کردہ کتابی چیزوں کا اثر غالب ہے۔

جبکہ سابق زمانوں کے حالات کے مطابق تالیف کردہ فقہی کتابوں سے ہٹ کر موجودہ زمانے کے معاشرہ میں جو کچھ عملاً ہو رہا ہے، اس کی حیثیت امرِ واقع کی ہے، اور سابق زمانوں کی فقہی کتابوں میں جو کچھ بہت سے مسائل کے متعلق لکھا ہوا ہے، اس کی حیثیت مخصوص واقعہ، یا فرضی واقعات و حالات کی ہے، سابق زمانے کی فقہی کتابوں میں ہر زمانہ، یا علاقہ کے مخصوص واقعہ کے حکم کا بیان ضروری نہیں ہوتا، اور بہت سے مسائل میں حالات اور عرف کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے بھی حکم میں بھی فرق پڑ جاتا ہے، بالخصوص جن مسائل کا تعلق عرف پر ہو، جیسا کہ طلاق وغیرہ سے متعلق بعض الفاظ کا صریح ہونا، یا کنائی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

پہلے زمانے میں جب موجودہ دور کے نقل وحمل اور ابلاغ کے ذرائع پیدا نہیں ہوئے تھے، اس وقت عام دیہات اور گاؤں، بلکہ قصبہ کے لوگوں کو نہ تو بڑے بڑے شہروں کے حالات معلوم ہوتے تھے، اور نہ ہی شہروں کی معاشرتی چیزوں سے واقفیت ہوتی تھی، آج بھی اکثر دیہات اور گاؤں کی معاشرت شہروں سے کافی مختلف ہوتی ہے، اور وہ دوسرے علاقوں کو بھی اپنی طرح کا سمجھ رہے ہوتے ہیں، لیکن موجودہ دور میں نقل وحمل اور ابلاغ کے ذرائع سے گاؤں، دیہات والوں کو بھی شہروں کی بہت سی خبریں معلوم ہو جاتی ہیں، اور وہاں بھی شہروں کے اثرات پہنچ جاتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا، تو آج بھی گاؤں دیہات کے لوگ اپنے مخصوص ماحول اور معاشرت کو ہی سب علاقوں کے لیے اپنے جیسا سمجھ رہے ہوتے، جیسا کہ کنویں کا وہ مینڈک، جس کی پیدائش کنویں میں ہوئی ہو،

www.idaraghufran.org

اور وہ رات دن کنویں میں ہی رہتا ہو، وہ کنویں کے اندر سالہا سال رہنے کے باوجود یہی خیال کرتا ہے کہ شاید پوری دنیا کی حدودِ اربعہ وہی ہیں، جو کنویں کی چہار دیواری کے اندر ہیں، اور یہ کہ وہ کنویں کی ایک حد سے دوسری حد پر پہنچ کر پوری دنیا کا سفر طے کرلیتا ہے۔

حالانکہ کنویں کے اندر رہنے والے مینڈک کا یہ خیال واقع کے مطابق نہیں، وہ باہر نکلے تو اسے پتہ چلے کہ کنواں تو اس دنیا کا ایک ادنیٰ اور ذرۂ بے مقدار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سابق فقہائے کرام نے اپنے زمانے کے حالات وعرف کا تتبع اور جستجو کرنے کا اہتمام کیا، بازاروں، شہروں اور لوگوں کے عرف ورواج سے واقفیت حاصل کی، اور پھر اپنے اپنے زمانے اور اس کے عرف کے مطابق بہت سے فقہی احکام کو بیان فرمایا۔

پس ہر زمانے کے اصحابِ فقہ وافتاء اور اہلِ علم حضرات کو اپنے مخصوص ماحول اور کتاب اور مدرسہ و مسجد کی چہار دیواری سے باہر اس زمانہ اور علاقہ کے حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے، ورنہ ان کی طرف سے بہت سی چیزوں پر جو حکم لگایا جائے گا، وہ چہار دیواری سے باہر، یا دوسرے علاقہ کے مخصوص عرف ورواج میں قابلِ قبول وقابلِ عمل نہیں ہوگا۔

موجودہ زمانے کے وہ اہلِ علم اور اہلِ فقہ حضرات، جو سابق زمانے کی مخصوص کتابوں سے ہر ہر مسئلے کا اس جیسا حکم نکالتے ہیں، وہ موجودہ عرف ورواج کے بجائے اس سابق زمانہ یا علاقہ کے مخصوص عرف پر مبنی ہوتا ہے، اگرچہ ان مصنفین کی عظمتِ شان بہت بلند ہوتی ہے۔

اسی طرح مثلاً دیوبند اور تھانہ بھون جیسے علاقے، دین کے بڑے مراکز ہیں، ان علاقوں میں بڑے بڑے اصحابِ علم ورجالِ کار اور اولیائے دین گزرے ہیں، اور اب بھی ہیں۔

لیکن پہلے زمانے میں چونکہ نقل وحمل اور ابلاغ کے ذرائع اس نوعیت کے نہیں تھے، جس نوعیت کے آج ہیں، اس لیے اس زمانے میں وہاں پر موجود بڑے بڑے اصحابِ علم واہلِ علم حضرات نے جو مخصوص عرف کے تناظر میں بعض شرعی مسائل بیان کیے اور ان کے مطابق فتاویٰ جاری کیے، ان کا موجودہ دور کے عرف ورواج، یا بڑے بڑے شہری، ماحول پر منطبق ہونا ضروری نہیں، اور ایسی صورت میں ان حضرات کے فتاویٰ اور کتابوں میں مذکور کسی مخصوص عرف ورواج کی بات کو موجودہ

دور کے تمام علاقوں پر منطبق کرنے کی کوشش کرنا اور موجودہ دور کے بدلے ہوئے عرف، یا اس علاقہ کے مخصوص عرف کو نظر انداز کر دینا درست نہیں۔

اسی لیے کہا گیا ہے کہ: ”من لم یعرف اھل زمانہٖ فھو جاھل“

ہم نے بھی دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون اور جلال آباد وغیرہ سے جاری سابق زمانوں کے کئی فتاویٰ کو ملاحظہ کیا، اور اپنے علاقہ وزمانہ کے حالات اور عرف سے موازنہ کیا، تو ان میں بہت فرق پایا۔

اور جب اس قسم کے مسائل میں ہم نے اپنے علاقہ اور اپنے زمانہ کے عرف کے مطابق کسی مسئلہ کا حکم بیان کیا، تو اس پر بعض اہلِ افتاء حضرات نے تعجب کا اظہار کیا، اور کہا کہ یہ فتویٰ تو ”امداد الفتاویٰ، امداد الاحکام، یا فتاویٰ دارالعلوم دیوبند“ وغیرہ کے خلاف ہے، اور اکابرِ دیوبند کی تحقیق سے متصادم ہے، اس لیے ہم اس کو نہیں مانتے۔

حالانکہ عرف وزمانے کا اختلاف، حقیقی اختلاف نہیں کہلاتا، اگر سابق زمانے کے وہ اکابر موجودہ زمانے میں ہوتے، تو وہ موجودہ زمانے کے عرف کو ملحوظ رکھ کر ہی حکم بیان فرماتے، کیونکہ اپنے زمانے کے عرف سے ناواقف شخص، جاہل کہلاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ ان اکابر کی طرف اس طرح کی نسبت کرنا، درست نہیں۔

اور اس کے برعکس اگر آج کے زمانے کے علماء وفقہاء سابق زمانے میں ہوتے، تو وہ اس کے مطابق حکم بیان فرماتے، اور یہ ظاہری وصوری اختلاف پھر بھی موجود ہوتا۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ کا ایک مضمون ”یادیں“ کے عنوان سے قسط وار، ان کے دارالعلوم کراچی کے ماہنامہ ”البلاغ“ میں شائع ہوتا رہا ہے، جس میں حضرت مولانا مفتی صاحب موصوف نے اپنے بچپن کے کئی واقعات وحالات کا بڑا عمدہ نقشہ پیش کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت والا کو اپنا مافی الضمیر، قلم وزبان کے ذریعہ سلیقہ کے ساتھ ظاہر کرنے کی جو نعمت عطا فرمائی ہے، وہ بہت ہی کم لوگوں کے حصہ میں آتی ہے، واقعی یہ ان کے حق میں بڑی نعمت ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحب موصوف کے قلم سے جوان کی زندگی کے سفرناموں کے بہت سے احوال

شائع ہوئے ہیں، جن میں سے بعض کا مجموعہ ''جہانِ دیدہ'' اور بعض کا مجموعہ ''دنیا میرے آگے'' اور بعض کا مجموعہ ''سفر در سفر'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے، ان اسفار میں حضرت نے اپنی آنکھوں سے دیکھے، یا پڑھے اور کانوں سے سنے ہوئے تاثرات کا جس انداز میں سلیقہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، وہ انداز اور سلیقہ شاید موجودہ دور میں بہت کم لوگوں کے حصہ میں آیا ہو۔ اللّٰھم زد فزد۔

بہر حال حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ کے قلم سے تحریر فرمودہ بچپن کی یادیں ماہنامہ البلاغ کراچی میں قسط وار شائع ہوئیں، اس سلسلہ کی تیرہویں قسط (جو ماہنامہ البلاغ کے صفر 1440ھ، نومبر 2018ء میں شائع ہوئی) اس میں حضرت مفتی صاحب موصوف کی طرف سے، بچپن میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد 1955ء عیسوی میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ دیوبند کے سفر کے کچھ واقعات بیان ہوئے ہیں، جن میں حضرت مفتی صاحب موصوف نے کراچی جیسے بڑے شہر میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد دیوبند اور اس کے مقامات کو مشاہدہ کر کے جو نقشہ کھینچا ہے ، وہ بڑا عبرت آمیز ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحب موصوف اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

''میرے بچپن کے ذہن میں دیوبند کی جگہوں کا جو تصور تھا، اب چھ سال میں کراچی اور لاہور کی شہری زندگی کا عادی ہو جانے کے بعد وہ ساری جگہیں بہت چھوٹی نظر آ رہی تھیں۔ میرے ذہن میں دیوبند کے اسٹیشن اور پلیٹ فارم وغیرہ کی جو تصویر بیٹھی ہوئی تھی، ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اُس تصویر کو یکا یک چھوٹا کر دیا ہے۔ پلیٹ فارم پر رشتہ داروں کا بڑا مجمع تھا، اور والدہ صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے اُن سے ملنے اور سب کے چہروں سے پھوٹتی ہوئی خوشی کا منظر قابلِ دید تھا۔

ہمارا قیام اپنے ماموں جناب انوار کریم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں ہوا۔ اگلے دن میں نے اپنی بچپن کی گلیوں اور اپنے مکان کا چکر لگایا، ہمارا مکان اب شرنارتھیوں کے قبضے میں تھا، مگر انہوں نے اندر آنے کی اجازت دے دی، اور اُس میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا یہ کتبہ درسِ عبرت دے رہا تھا:

www.idaraghufran.org

دنیا کا کچھ قیام نہ سمجھو، کرو خیال
اس گھر میں تم سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

یہ شعر تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کی تعمیر کے وقت کندہ کرایا تھا جب اس گھر کو چھوڑنے کا کوئی تصور بھی نہیں تھا، لیکن آج یہ شعر اُس کے نئے مکینوں کو عبرت دلا رہا تھا۔اس کے علاوہ میرے بڑے بھائی جناب محمد رضی عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس گھر کو چھوڑتے وقت اُس کی بالائی منزل کے ایک چھجے کے نیچے کوئلے سے ایک شعر لکھ آئے تھے۔ یہ کوئلے سے لکھا ہوا شعر بھی اُس وقت پڑھا جاتا تھا:

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

بہر حال ! اپنے گھر میں دوسروں کی اجازت سے داخل ہونے اور ان کا ممنون ہونے کے بعد ہم اپنے محلے میں نکلے، اُس کی ایک ایک چیز اپنی جگہ موجود تھی، لیکن چھوٹی نظر آ رہی تھی، یہاں تک کہ وہ چوک، جس کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں کہ وہ ہمارے لیے ایک بڑے میدان، یا اسٹیڈیم کی حیثیت رکھتا تھا، اب یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے وہ سمٹ کر ایک چھوٹا سا صحن بن گیا ہے۔

زندگی کے مختلف مراحل میں انسان مختلف چیزوں کو بڑا سمجھتا ہے، لیکن بعد میں جب ان کی حقیقت واضح ہوتی ہے، تو انسان اس بات پر ہنستا ہے کہ میں نے کس چیز کو بڑا سمجھا تھا۔ یہ دنیا بھی آج ہمیں بہت بڑی نظر آتی ہے، لیکن آخرت میں پہنچ کر جب اس کی حقیقت کھلے گی، تو یقیناً اپنی اس کوتاہ نظری پر ہنسی آئے گی'' (ماہنامہ البلاغ، ص:۱۶ و ۱۷، جلد ۵۴ شمارہ ۲، صفر المظفر ۱۴۴۰ھ نومبر ۲۰۱۸ء)

اس سفر کے دوران مفتی صاحب موصوف نے دیوبند کے کچھ فاصلہ پر کھتولی کے ایک گاؤں سرائے رسول پور کا بھی ایک واقعہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

''اسی (سرائے رسول پور گاؤں) میں یہ دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا کہ ہماری خالہ کی ایک

پڑوسن کو جب پتہ چلا کہ ہم لوگ کراچی سے آئے ہیں، تو انہوں نے مجھے اپنے گھر بلا بھیجا۔ یہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، اور میں چونکہ بارہ سال کا بچہ تھا، اس لیے انہوں نے مجھ سے پردہ بھی نہیں کیا۔ گھر میں بٹھا کر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم کراچی سے آئے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، تو اُنہوں نے کہا کہ: ''تم میرے بیٹے حسین کو تو جانتے ہوگے، اُس کا کیا حال ہے؟'' میں نے کہا: ''میں تو ان کو نہیں جانتا'' اس پر خاتون کی حیرانی قابلِ دید تھی، انتہائی تعجب کے لہجے میں وہ بولیں: ''ہائے! تم کراچی میں رہتے ہو، اور حسین کو نہیں جانتے؟'' میں نے کہا: ''وہ کہاں رہتے ہیں؟'' کہنے لگیں: ''ارے وہ اُسی کراچی میں رہتا ہے، جس میں تم رہتے ہو''۔ اب میں سمجھا کہ یہ خاتون کراچی کو بھی سرائے رسول پور پر قیاس فرمارہی ہیں کہ جیسے یہاں رہنے والا ہر شخص ایک دوسرے کو جانتا ہے، اسی طرح کراچی کا ہر باشندہ بھی ایک دوسرے کو جانتا ہوگا۔ اس پر میں نے اُن کو سمجھانے کی کوشش کی کہ کراچی اتنا بڑا شہر ہے کہ اُس کا ایک سرا، اگر یہاں سمجھا جائے تو دوسرا میرٹھ میں ہوگا۔ یہ سن کر وہ اس قدر حیران ہوئیں، جیسے میں انہیں الف لیلہ کی کوئی کہانی سُنا رہا ہوں۔

اب خیال آتا ہے کہ جب قرآن کریم جنت کے بارے میں یہ فرماتا ہے کہ اُس کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک ادنیٰ جنتی کو اتنا بڑا رقبہ دیا جائے گا، جو پوری دنیا سے دوگنا زیادہ ہوگا ، تو اُس پر ہماری حیرت اُس دیہاتی خاتون کی سی ہوتی ہے، جو کراچی شہر کے بارے میں یہ تصور کرنے کو تیار نہیں تھی کہ وہ سرائے رسول پور سے اتنا زیادہ بڑا ہوگا کہ اُس میں ایک باشندہ دوسرے کو پہچانتا نہیں ہوگا، اور جس کی سادگی پر ہمیں ہنسی آجاتی ہے۔ لیکن وہ انبیائے کرام جو یا تو اپنی آنکھوں سے عالمِ بالا کی سیر کر آئے ہیں یا عالمِ بالا کے پیدا کرنے والے نے براہِ راست ان کو وہاں کی خبر پہنچادی ہے، وہ ہم دنیا کے دیہاتیوں کو حیرت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، پھر بھی ان کو ہم پر ہنسی نہیں، ترس آتا ہے'' (ماہنامہ

البلاغ،ص:۱۸و۱۹،جلد۵۴شمارہ۲،صفر المظفر ۱۴۴۰ھ نومبر ۲۰۱۸ء)

یہ حضرت مفتی صاحب موصوف نے دیوبند کے اس علاقہ کا نقشہ کھینچا ہے، جو علمی و عملی اعتبار سے برصغیر میں امتیازی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن چونکہ وہ خود ایک قصبہ تھا، اوراس زمانہ میں لاہور اور کراچی جیسے شہروں کی معاشرت، دیوبند کے قصبہ سے مختلف تھی۔

تو اگراس زمانے کے دیوبند، تھانہ بھون، سہارنپور وغیرہ کے کسی بڑے بزرگ، یا مفتی صاحب نے کوئی بات وہاں کے مخصوص ماحول و معاشرت کے پیشِ نظر بیان، یا تحریر کردی ہو، تو اس کو تمام شہروں اور علاقوں وزمانوں کے لیے حجت قرار دینا کیسے مناسب ہوگا۔

ان چیزوں پر تعصب وغیرہ سے بالاتر ہوکر، موجودہ زمانے کے اصحابِ علم وفقہ کو ٹھنڈے دل ودماغ سے غوروفکر کرنا بہت ضروری ہے۔

ورنہ اس کے بھیانک نتائج جو نکلیں گے، وہ ہمارے سامنے ہیں، جو تعصب سے بالاتر ہوکر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور وتدبر کرنے سے سمجھ آسکتے ہیں۔

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط55 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ ہفتم)

فرعون کی بوکھلاہٹ اور بدعملی کا ایک نمونہ

رجلِ مومن کی نصیحتوں کا سلسلہ چل رہا تھا، اس رجلِ مومن کے ناصحانہ خطاب میں ایسے حقائق و دلائل اور تاریخی شواہد تھے، اور ایسے ٹھوس اصول پر یہ خطاب مشتمل تھا کہ کسی بھی صاحبِ عقل انسان کو اِن کے قبول کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوسکتا، فرعون ان دلائل کی قوت اور ان کی تاثیر کے سامنے بے بس ہوکررہ گیا تھا، درمیان میں کچھ بے دلیل بات بھی کی، لیکن وہ اس قدر مہمل بات تھی کہ رجلِ مومن کے معقول خطاب کے سامنے اس کا بولنا ہی اپنی حماقت کا ثبوت دینا تھا۔

ان حالات کے پیشِ نظر اب فرعون نے اپنی فرعونیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے شرمی اور حماقت کا ایک اور رخ اختیار کیا، جس میں وہ اپنی رعونت بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا، تا کہ اگر رجلِ مومن کو خاموش کرنے کے لیے دلیل نہیں پیش کرسکتا، تو زور اور دباؤ کا ہی مظاہرہ کر کے دیکھ لوں۔

چنانچہ فرعون نے اپنے وزیر ''ہامان'' سے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے ایک بلند ترین عمارت بناؤ، تا کہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں، شاید میں ایسے راستوں کی رسائی حاصل کرلوں، جو راستے آسمانوں تک پہنچانے کے ہوں، پھر میں وہاں پہنچ کر جھانکوں، موسیٰ کے رب کی طرف، اور جھانک کر دیکھ لوں کہ موسیٰ کا رب کیسا ہے؟ حالانکہ میں تو موسیٰ کو اس کے اس دعوے میں کہ میرے علاوہ کوئی اور رب ہے، جھوٹا ہی سمجھتا ہوں، اس نے محض ایک بات بنا رکھی ہے، لیکن اس کی تصدیق یا تردید کے لیے ضروری ہے کہ میں خود اوپر جا کر دیکھوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح اللہ نے فرعون کے غیر سنجیدہ اور بدترین اعمال کو اس کو نظروں میں

www.idaraghufran.org

خوبصورت بنادیا تھا، جس سے اس کی عقل ماری گئی تھی، اور فرعون کے تکبّر اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے اس کی رسی کھلی چھوڑ دی گئی، جس کی وجہ سے اسے اپنی غلط سوچ، سیاست اور کردار بہترین دکھائی دیتا تھا، اسی بنا پر وہ سیدھے راستہ سے روک دیا گیا، اور اس کا ہر قدم اس کے لیے تباہی کا سبب ثابت ہوا، اور جس کو اللہ تعالیٰ، اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے، ہدایت سے روک دے، تو اسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ . اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ

(سورة غافر، رقم الآيات ٣٦، ٣٧)

یعنی ”اور فرعون نے (اپنے وزیر سے) کہا کہ اے ہامان! میرے لیے ایک اونچی عمارت بنادو تا کہ میں ان راستوں تک پہنچوں، جو آسمانوں کے راستے ہیں، پھر میں موسیٰ کے الٰہ کو جھانک کر دیکھوں، اور یقین رکھو کہ میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں، اسی طرح فرعون کے برے عملوں کو اس کی نظر میں خوشنما بنادیا گیا تھا، اور اسے راستے سے روک دیا گیا تھا، اور فرعون کی تدبیر ہلاکت ہی میں لے جانے والی ہے“

قرآن مجید کی سورہ قصص میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ(سورة القصص، رقم الآية ٣٨)

یعنی ”اور فرعون نے کہا کہ اے درباروالو! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی اور معبود سے واقف نہیں ہوں، ہامان! تم ایسا کرو کہ میرے لیے گارے کو آگ دے کر پکواؤ، اور

www.idaraghufran.org

میرے لیے ایک اونچی عمارت بناؤ، تاکہ میں اس پر سے موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں، اور میں تو پورے یقین کے ساتھ یہ سمجھا ہوں کہ یہ شخص جھوٹا ہے“۔

بہرکیف یہ بے ہودہ اور فضول بات تھی، جو اس نے کہی، ایسی بات کوئی ادنیٰ سمجھ والا انسان بھی نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ نہایت ہی حماقت اور جہالت کی بات تھی، فرعون نے یہ بات کرکے اس کو ثابت کردیا کہ وہ انتہائی بے وقوف اور احمق ہے، اور اس کو نہ آسمان کی بلندی کا علم ہے اور نہ اس کو اس بات کا اندازہ ہے کہ کوئی عمارت کتنی بلند بنائی جاسکتی ہے، اور خواہ وہ کتنی بھی بلند بنالی جائے، لیکن اس پر چڑھ کر آسمانوں کے اوپر کے احوال کا اس کو کیسے مشاہدہ ہوسکتا ہے۔ [1]

---

[1] مفسرین کا اس میں اختلاف ہے آیا واقعی فرعون نے ایک بلند عمارت کے بنانے کا قصد کیا تھا تاکہ اس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جائے یا نہیں؟

بعض مفسرین نے اس آیت کی ظاہر کے موافق تفسیر کی ہے، اور یہ فرمایا کہ فرعون نے یہ بلند عمارت تعمیر کرائی، لیکن بلندی پر پہنچتے ہی وہ عمارت منہدم ہوگئی، اسی لیے بعض متاخرین نے یہ فرمایا کہ اس بلند عمارت کے منہدم ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی آسمانی عذاب آیا ہو، بلکہ ہر تعمیر کی بلندی اس کی بنیادوں کے تحمل پر موقوف ہوتی ہے کہ اس نے کتنی بھی گہری بنیاد رکھی ہو، مگر ایک حد تک ہی گہری ہوگی، جب اس کے اوپر تعمیر چڑھاتا ہی چلا گیا، تو لازم تھا کہ جب اس کی بنیادوں کے تحمل سے زیادہ ہوجائے، تو منہدم ہوجائے، اس سے فرعون وہامان کی دوسری بے وقوفی ثابت ہوئی۔

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ، سدی کے واسطہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جب فرعون نے بلند عمارت لی، تو فرعون اس عمارت پر چڑھا، اور آسمان کی طرف تیر پھینکے، تو وہ تیر خون میں ڈوبے ہوئے واپس کردیئے گئے، اس پر فرعون نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے معبود کو قتل کردیا ہے۔

فكان من قصته وقصة ارتقائه ما حدثنا موسى، قال: ثنا عمرو، قال: ثنا أسباط، عن السدى، قال: قال فرعون لقومه: (يا أيها الملأ ما علمت لكم من إله غيرى فأوقد لى يا هامان على الطين فاجعل لى صرحا لعلى) أذهب فى السماء، فأنظر (إلى إله موسى) فلما بنى له الصرح، ارتقى فوقه، فأمر بنشابة فرمى بها نحو السماء، فردت إليه وهى متلطخة دما، فقال: قد قتلت إله موسى، تعالى الله عما يقولون(تفسير الطبرى، ج ۱۹ ص ۵۸۱، سورة القصص)

لیکن سدی بہت ضعیف راوی ہے، اس کی مذکور بالا روایت صحیح نہیں ہے۔

محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل السدى بضم المهملة والتشديد وهو الأصغر كوفى متهم بالكذب من الثامنة(تقريب التهذيب، ج ۲ ص ۱۳۱)

محمد بن مروان السدى الصغير، هو محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل بن عبد الرحمن السدى الكوفى.

روى عن: الكلبى "تفسيره"، وعن يحيى بن سعيد الأنصارى، والأعمش، وجويبر.

وعنه: الأصمعى، ومحمد بن عبيد المحاربى، وأبو عمر الدورى، والحسن بن عرفة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور یہ بات بھی اس کا جھوٹا معبود ہونے کی بڑی دلیل ہے، کیونکہ اس کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میں سب سے بڑا رب ہوں، اور حال اس کا یہ تھا کہ آسمانوں کی خبر جاننے کے لیے اونچی عمارت کا اور سیڑھیوں کا محتاج تھا، چونکہ صرف عوام کو دھوکا دینا مقصود تھا اس لیے بلند عمارت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اس نے پہلے ہی سے یوں کہہ دیا کہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون کی اس بے وقوفی والی بات سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جو لوگ اقتدار کے نشے میں اندھے ہو جاتے ہیں، اور ہٹ دھرمی کا شکار ہو کر کسی بات پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، ان کی حماقت کا کیا حال ہوتا ہے، فرعون نے اپنے تئیں یہ فرض کر لیا کہ موسیٰ کا رب آسمان میں رہتا ہے، تو میں جب آسمان کے قریب پہنچوں گا، تو وہ یقیناً کہیں نہ کہیں مجھے دکھائی دے گا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرعون، تاریخ کے مطابق اپنے دور کا ایک کامیاب حکمران تھا، اور اس نے بڑی کامیابی سے ایک وسیع خطے پر حکومت قائم کر رکھی تھی، اور اس کی قوت کا عالم یہ تھا کہ دوسری کوئی حکومت کبھی اس کو چیلنج نہ کر سکی، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو شخص کامیاب طریقے سے حکومت کر سکتا ہے، اسے اتنا غبی تو نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگے، اور حضرت موسیٰ کے معجزات اور آپ کی دلآویز شخصیت کو دیکھ کر بھی ان کی نبوت کی سچائی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

اس کا جواب بھی قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تر کوا حدیثه، وقد اتهم .قال البخاری: سکتوا عنه.

وقال ابن معین: لیس بثقة.

وقال عبد الله بن نمیر: کذاب.

وقال أحمد بن حنبل: أدرکته قد کبر فترکته(تاریخ الاسلام للامام الذهبی، ج۴ص ۹۶۶، تحت رقم الترجمة ۲۳۳)

وهذا إن صح من باب التهکم بالفعل ولا أظنه یصح(روح المعانی للالوسی، ج۱۰ ص۲۸۸، سورة القصص)

ویروی فی هذه القصة: أن فرعون ارتقی فوقه فرمی بنشابة نحو السماء، فأراد الله أن یفتنهم فردت إلیه وهی ملطوخة بالدم فقال: قد قتلت إله موسی، فعندها بعث الله جبریل علیه السلام لهدمه، والله أعلم بصحته (تفسیر الزمخشری، ج۳ص ۴۱۳،سورة القصص)

کے تکبر اور بدعملی پر اصرار کے نتیجے میں سزا دینے کا فیصلہ کرتا ہے، تو اسے تزیینِ اعمال کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے، یعنی وہ جن اعمال کی گرفت میں ہوتا ہے، انھیں وہ حقائق کا درجہ دیتا ہے، وہ اپنی خواہشِ نفس کو عقل کا تقاضا سمجھتا ہے، اور اپنی ہٹ دھرمی کو فکری پختگی سمجھتے ہوئے اپنے برے اعمال پر اصرار جاری رکھتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے اسے روک دیا جاتا ہے، اور وہ شیطان کے راستے پر چلنے لگ جاتا ہے، یہی کچھ فرعون کے ساتھ بھی ہوا، اس نے مسلسل اپنی حکومت کی بقاء اور حضرت موسیٰ کو ناکام کرنے کے لیے تدبیریں کیں، لیکن اس کی ہر تدبیر کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہ تھا۔ [1]

---

[1] وکذلک ای تزیینا مثل ذلک التزین یعنی تزیین بناء الصرح للاطلاع علی رب السماوات زین لفرعون سوء عمله ای کل عمل سء یأباه العقل السلیم یعنی أفسد الله بصیرته فکان یری کل عمل سء حسنا وصد عن السبیل سبیل الرشاد قرأ الکوفیون ویعقوب بضم الصاد علی البناء للمفعول والفاعل علی الحقیقة هو الله سبحانه یضل من یشاء ویهدی من یشاء والباقون بفتح الصاد یعنی صد فرعون الناس عن الهدی بامثال هذه الشبهات والتمویهات ویؤیده قوله تعالی وما کید فرعون فی ابطال امر موسی إلا فی تباب ای فی خسار وضیاع(التفسیر المظهری، ج۸ص ۲۵۹، سورة غافر)

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

دہی (Curd)

عربی زبان میں دہی کو، لبن آلحامض، فارسی میں، جغرات، سندھی میں دھونرہ، بنگلہ میں دئی، انگریزی زبان میں yoghhurt یا Curd کہتے ہیں۔

دہی بہت مشہور چیز ہے، ہمارے ہاں روزمرہ کی غذا میں اس کا استعمال ہوتا ہے اور دسترخوانوں کی زینت بنتی ہے۔ پنجاب کے لوگ دہی کا بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ ان کی صحت کا راز دہی کو ہی قرار دیا جاتا ہے۔

دہی جمانے کا طریقہ

دودھ کو پہلے دس منٹ ابال کر رکھ دیں۔ جب معمولی گرم رہ جائے تو ایک کلوگرام معمولی گرم دودھ میں دو چمچہ دہی ڈال کر گرم جگہ رکھ دیں، چھ سے آٹھ گھنٹے میں دہی جم جائیگی۔ سردیوں کے موسم میں اس سے زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔

دہی کا مزاج اور اس کے چند فوائد وخواص

دہی کا مزاج سرد وتر ہے، یعنی دہی ٹھنڈی اور تر تاثیر رکھتا ہے۔

دہی کو میٹھی یا نمکین لسی کی شکل میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، جو کہ بہت مقبول، صحت منداور جسم ٹھنڈا کرنے والا مشروب ہے، اسی طرح کھانوں کے ساتھ رائتے کی شکل میں بھی کھایا جاتا ہے۔

دہی کے چند مخصوص فوائد بھی ہیں، چنانچہ دہی بلڈ پریشر کو مستحکم کرتا ہے، ہڈیاں مضبوط بناتا ہے، نظامِ ہاضمہ کے مسائل کو بہتر کرتا ہے، جلد صاف کرتا ہے، بھوک کی بے اعتدالی کو کنٹرول کرتا ہے، جسمانی دفاعی نظام اور قوتِ مدافعت کو بہتر بناتا ہے، بالوں پر دہی لگانا زمانہ قدیم سے رائج ہے، جس سے بال نرم وملائم اور مضبوط ہوتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

ان کے علاوہ دہی گرمی میں تسکین دیتی ہے،رطوبتوں میں اضافہ کرتی ہے، بدن کو طاقت دیتی ہے۔گرمی میں اس کی لسی بنا کر پینے سے پیاس کی شدت دور ہوتی ہے۔دہی عام جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ پیشاب کی جلن کو رفع کرتی ہے۔پیچش اور دستوں کے مرض میں بھی مفید ہے۔

اس صحت بخش غذا کی خصوصیت وہ ننھے منے جراثیم یا بیکٹیریا ہیں جو اس کو گاڑھا پن اور ہلکی ترشی عطا کرتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ طبی اعتبار سے یہ بات طے ہو گئی ہے کہ دہی میں موجود زندہ جراثیم دودھ کو زود ہضم بنا دیتے ہیں،جس کے استعمال سے نظامِ ہضم کو بڑی مدد ملتی ہے۔دہی میں،لیکٹوز (Lactose) اور لیکٹک ایسڈ (Lactic Acid) ہونے کی وجہ سے معدے کے کافی امراض میں دہی فائدہ دیتی ہے جیسا کہ دستوں کی شکایت،اور پیچش وغیرہ، کیونکہ وہ جراثیم جن کی وجہ سے انفیکشن اور سوزش پیدا ہوتی ہے جو کہ بعد میں ورم بھی ہوسکتا ہے۔وہ جراثیم دہی میں بہنے والے کیمیکل (Lactid Acid) کی وجہ سے نہیں رہ سکتے۔پیچش اور مروڑ کے مرض میں دہی میں اسبغول ملا کر کھانا بہترین علاج تسلیم کیا گیا ہے۔سائنسدانوں کا خیال ہے کہ دہی اور خمیر شدہ (Fermented) مشروبات آنتوں کی خراش کے مرض میں استعمال کرنا چاہئیں،اس لئے دہی کا استعمال آنتوں کی خراش میں بہت مفید ہے۔دہی آنتوں کی خشکی دور کرتا ہے،اور معدے میں گیس کو پیدا ہونے سے روکتا ہے۔اینٹی بایوٹکس دواؤں کے کچھ عرصہ استعمال کرنے سے صحت بخش جراثیم مر جاتے ہیں یا کم ہو جاتے ہیں۔امریکی معالجین ایسے مریضوں کو دہی کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔گیس،قبض اور اپھارے میں دہی کا استعمال مفید ہے۔دہی میں نمک، پودینہ،سفید زیرہ،شامل کر کے پینے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے۔تپِ دق، پرانی کھانسی،اور خونی بواسیر میں دہی کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔دہی معدہ کی گرمی دور کرتی ہے اس لئے منہ کے چھالوں کے لئے بے حد مفید ہے،ایسی صورت میں دن میں ہر کھانے کے بعد دہی حسب طبیعت یا کم از کم دو چمچے کھانا چاہئے۔دہی رطوبتوں میں اضافہ کرتی ہے اس لئے جن لوگوں کو نیند نہ آنے کی شکایت ہو تو ان کو دہی زیادہ استعمال کرنے سے صحت مند نیند آنا شروع ہو جاتی ہے۔دہی السر پیدا کرنے والے، بیکٹیریا،کو ختم کرتی ہے۔اس لئے دہی کے استعمال سے السر کی بیماری سے بچاؤ ممکن ہے۔

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......2/9/16/23/ذی الحجہ 1441ھ، اور یکم محرم الحرام 1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......27ذیقعدہ،اور4/18/25/ذی الحجہ 1441ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

□......30/ذوالقعدہ بروز بدھ، ترنڈہ محمد پناہ (رحیم یار خان) سے مولانا عبدالجبار صاحب، اپنے چند رفقاء کے ساتھ مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے ادارہ غفران، تشریف لائے، رات ادارہ میں قیام رہا، اور علی الصبح واپسی کے لئے روانگی ہوئی۔

□......8/ذی الحجہ، تا23/ذی الحجہ، بروز جمعہ تک ادارہ کے تعلیمی شعبوں میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات رہیں۔

□......مسجدِ غفران میں عیدالاضحیٰ1440ھ کی نماز صبح 5:40پر ادا کی گئی، تاکہ عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد جلد از جلد اجتماعی قربانیوں کا عمل شروع ہوسکے، اور مسجد نسیم میں بھی 5:40پر، اور مسجد بلال (صادق آباد) میں ساڑھے چھ بجے عیدُ الاضحیٰ کی نماز ادا کی گئی، عیدالاضحیٰ کی نماز کے فوراً بعد ادارہ غفران کے زیرِ انتظام اجتماعی قربانیوں کے ذبیحے کا عمل شروع ہوا، عیدالاضحیٰ کے پہلے دن شام تک 88 جانوروں کا گوشت حصہ داران کو مہیا کیا گیا، اور دوسرے دن شام تک اگلے 88 جانوروں کا گوشت حصہ داران کو مہیا کیا گیا، جبکہ عید کے تیسرے دن بقیہ 19جانوروں کا گوشت حصہ داران کو مہیا کیا گیا، اور یوں مجموعی طور پر195بڑے جانور ذبح ہوئے۔

امسال قربانی کے جانوروں میں شریک حصہ داران کو، ان کی حسبِ خواہش، ادارہ کی طرف سے، اُن کے گھروں تک اُن کے حصے پہنچانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا، جس سے بحمداللہ شرکاء کو راحت حاصل ہوئی، اور اجتماعی قربانی کے نظم میں بھی مختلف جہات سے بہتری سامنے آئی۔ فللّٰہِ الحمد۔

افرادِ عملہ اجتماعی قربانیوں کی خدمات سے فراغت پر عید کے تیسرے دن اور بعض حضرات عید کے چوتھے دن صبح رخصت پر تشریف لے گئے، قاری رحمت اللہ صاحب تعطیلات میں ادارہ میں ہی رہے، اور فرائضِ مفوضہ سرانجام دیتے رہے۔

□......24ذی الحجہ بروز ہفتہ سے ادارہ کے تمام شعبوں میں تعطیلات کے اختتام پر معمولات کا آغاز ہوا۔

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم　　　مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

20/جولائی/2020ء/28/ذیقعدہ/1441ھ: پاکستان: کورونا میں تیزی سے کمی، 78 فیصد مریض صحت یاب، فعال کیسز 53393، صرف 298 وینٹی لیٹر پر زیرِ علاج 21/جولائی: پاکستان: امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں ریکارڈ کمی، انٹربینک مارکیٹ میں ڈالر 168 روپے 30 پیسے کے مساوی ہوگیا 22/جولائی: پاکستان: مون سون کی بارشیں جاری، نشیبی علاقے زیرآب، چھتیں گرنے کرنٹ لگنے سے 21 جاں بحق 23/جولائی: پاکستان: پنجاب اسمبلی، مقدس ہستیوں کی توہین کے خلاف ''تحفظِ بنیادِ اسلام'' بل 2020 منظور، ذاتِ باری تعالیٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمام انبیائے کرام، آسمانی کتابوں، خلفائے راشدین، امہات المومنین، اہلِ بیت، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے پر سخت کاروائی کی جائے گی 25/جولائی: ترکی: استنبول، آیا صوفیہ میں نمازِ جمعہ کا تاریخی اجتماع، 86 برس بعد اذان کی صدائیں، ہزاروں افراد سجدہ ریز، صدر اردوان نے خطبے سے پہلے تلاوت کی، امام کا تلوار اٹھا کر خطبہ 26/جولائی: پاکستان: اسلام آباد، مالوحیاتی آلودگی میں کمی لانے کے لیے بڑا اقدام، ملک بھر میں یکم جنوری 2021 سے عالمی معیار کا یورو فائیو کا پٹرول فروخت کیا جائے گا، پاکستان میں اس وقت یورو ٹو معیار کا پٹرول اور ڈیزل فروخت کیا جارہا ہے، وزارتِ توانائی 27/جولائی: سعودی عرب: مکہ مکرمہ، حج کی تیاریاں مکمل، سعودی عرب کے مختلف شہروں سے عازمین کی آمد شروع، رواں سال محدود پیمانے پر حج کا انعقاد، ایک ہزار عازمین شریک ہوں گے 28/جولائی: سعودی عرب: مکہ مکرمہ، تاریخ میں پہلی بار حج پر آنے والے عازمین کے لیے ایک ہی میقات مقرر، غیر معمولی حالات کے پیشِ نظر حجاج کی تعداد انتہائی محدود، مکہ مکرمہ میں ایک ہی میقات سے گزرنا ہوگا 29/جولائی: پاکستان: کورونا سے مزید 29 جاں بحق، 1388 نئے مریض، فعال کیسز 27217 رہ گئے 30/جولائی: پاکستان: پنجاب، 2014ء سے اب تک کنٹریکٹ پر بھرتی 26 ہزار اساتذہ کو ریگولر کرنے کا فیصلہ 31/جولائی: پاکستان: کورونا، دنیا میں مریض ایک کروڑ 71 لاکھ سے زائد، 668949 اموات، 10002167 صحت یاب یکم/اگست: پاکستان: ملک بھر میں آج عید، کئی شہروں میں منائی گئی، ملک بھر میں خصوصی انتظامات ☎ پیٹرول 3 روپے 86 پیسے، ڈیزل 5 روپے، مٹی کے تیل کی قیمت میں 5 روپے 97 پیسے اضافہ کردیا گیا 2/اگست: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 3/اگست: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 4/اگست: پاکستان: نئے مالی سال کے پہلے ماہ مہنگائی میں

www.idaraghufran.org

ہوشربا اضافہ، گندم، چینی، سبزیاں، گوشت، پیٹرول سب کچھ مہنگا، شرح ڈھائی فیصد بڑھی ✍ 5/اگست: پاکستان: مقبوضہ کشمیر پاکستان کے سرکاری نقشے میں شامل، وفاقی کابینہ نے منظوری دے دی، کشمیر میں بھارتی مظالم بے نقاب کرنے کے لیے آج دنیا بھر میں یومِ استحصال منایا جائے گا ☎ جولائی میں افراطِ زر بڑھ کر 9.3 فیصد ہوگیا، پٹرولیم مصنوعات اور اشیائے خورد ونوش کے نرخوں میں اضافہ وجہ بنا، رواں مالی سال افراطِ زر 8 تا 9 فیصد کے درمیان رہے گا، مرکزی بینک ✍ 6/اگست: پاکستان: ایکنک اجلاس، ملکی تاریخ کے سب سے بڑے 6.8 ارب ڈالر مالیتی ریلوے ایم ایل ون منصوبے کی منظوری، منصوبہ سی پیک کا حصہ، 5 سال میں مکمل ہوگا، پاکستان سنگل ونڈو منصوبہ بھی منظور ✍ 7/اگست: پاکستان: مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس، قابلِ تجدید توانائی پالیسی منظور، لوئر چشمہ رائٹ بینک کینال کا کنٹرول، پنجاب کو دینے پر اتفاق ✍ 8/اگست: پاکستان: مؤخر ادائیگی پر سعودیہ سے تیل فراہمی کا معاہدہ ختم ہوچکا، معاہدے کی تجدید کے لیے سعودی حکومت سے درخواست دائر کردی گئی، ترجمان پٹرولیم ڈویژن ✍ 9/اگست: پاکستان: بجلی کی قیمتوں میں گزشتہ 5 ماہ کے لیے اضافہ، 3 ماہ کے لیے کمی، اطلاق رواں ماہ بلوں پر ہوگا، نیپرا ✍ 10/اگست: پاکستان: فٹیف کا ایک اور مطالبہ منظور، پاکستان پوسٹ آج سے آن لائن سسٹم سے منسلک، لین دین کا دستی نظام ختم، پنشن اے ٹی ایم سے ملے گی، 30 ستمبر تک عملے تربیت اور مراحل مکمل کرکے فعال کردیا جائے گا، ہر ڈاکیا چلتا پھرتا بینک ہوگا، ڈیوائس دی جائے گی، جو رقم پارسل دے گا، اس کی رپورٹ اسی وقت آن لائن ہوجائے گی ✍ 11/اگست: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں مندی، ڈالر 51 پیسے مہنگا، سونا 3 ہزار روپے تولہ سستا ✍ 12/اگست: ماسکو: روس نے کورونا ویکسین تیار کرلی، صدر پیوٹن کی بیٹی کو پہلا انجیکشن ✍ 13/اگست: پاکستان: کورونا، مزید 16 جاں بحق، میٹرو سپیڈو بس سروس بحال ✍ 14/اگست: پاکستان: بلدیاتی الیکشن، پنجاب میں حلقہ بندیوں کا 50 فیصد کام مکمل ✍ 15/اگست: پاکستان: یومِ آزادی، ملک بھر میں جشن، مساجد میں دعائیں، سرینگر میں کشمیروں نے پاکستانی پرچم لہرایا ✍ 16/اگست: پاکستان: کورونا، دنیا میں اموات 7 لاکھ 67 ہزار، روس میں ویکسین کی پیداوار شروع ✍ 17/اگست: پاکستان: کورونا پھیلاؤ کم، ماسک، سینی ٹائزر اور گلوز کی قیمتوں میں ریکارڈ کمی ✍ 18/اگست: پاکستان: بین الاقوامی ریٹنگ ایجنسی ''فچ'' نے پاکستان کی ریٹنگ مائنس بی، آؤٹ لک مستحکم کردی ✍ 19/اگست: پاکستان: شناختی کارڈ رکھنے والوں کو ووٹر لسٹ میں شامل کرنے کا فیصلہ، انتخابی فہرستوں کی حتمی اشاعت 14 اکتوبر، حلقہ بندیوں کی 18 ستمبر کو ہوگی، الیکشن کمیشن ✍ 20/اگست: پاکستان: 15 لاکھ ٹن گندم امپورٹ کے عالمی ٹینڈرز کھل گئے۔

www.idaraghufran.org